سیدنا علی رضی اللہ عنہ

پر مسجدوں کے منبروں پر خطبوں میں

اعلانیہ لعنت

اور سبّ وشتم کا سلسلہ کب جاری ہوا؟

﴿ تخریج وتدوین: ابومصعب الاثری ﴾
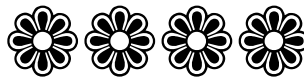
تمہید

اہم ترین نوٹ

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ پر لعنت اور سبّ وشتم کے معاملے میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے کتب احادیث اور تاریخ میں کچھ بھی منقول نہیں ہے۔ اور نہ ہی سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے ایسا کوئی حکم ثابت ہے کہ انہوں نے اپنے گورنروں کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر سبّ وشتم کرنے کا حکم دیا ہو۔ جس نے بھی یہ عمل کیا اپنے اختیار سے کیا۔ یہ ضرور ہے کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو اس سبّ وشتم کے بارے میں علم تھا اور انہوں نے سبّ وشتم کرنے سے کسی کو منع نہیں کیا۔ سوائے ایک حدیث کے جو کہ حدیث استفسار کہلانے کی مستحق ہے جس میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے استفسار کیا تھا:

عن ابیه ، قال: " امر معاویة بن ابي سفیان سعدا، فقال: ما منعك ان تسب ابا التراب؟

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما نے سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کو امیر کیا تو کہا: تم کیوں برا نہیں کہتے ابوتراب کو؟ (صحیح مسلم)

یہ بات درست ہے کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں ان کے بعض عمال سیدنا علی بن ابی طالب پر سب وشتم کرتے تھے۔ ان میں مروان بن حکم سرفہرست ہے جو مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منبر پر ہر جمعہ کے خطبے میں علانیہ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ پر سب وشتم کرتا تھا سیدنا حسن اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہما کے سامنے اہل بیت کو ملعون کہتا تھا۔ مروان کی اس مکروہ بدعت کو اس کی اولاد نے اپنے سینے سے لگائے رکھا اور دولت بنوامیہ/ بنومروان سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر مستقل لعن طعن اور سبّ وشتم کرتے۔

ہماری اس کتاب میں بنوامیہ کے دور سے مراد سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے بعض امراء کا سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر سبّ وشتم کرنا اور مروان اور آل مروان کے خلفاء کا سبّ وشتم کرنا ہے جو کہ برابر اس وقت تک جاری رہا جب تک بنومروان میں سے خلیفہ عادل سیدنا عمر بن عبدالعزیز خلیفہ نہیں بن گئے۔ انہوں نے اس مکروہ بدعت کا خاتمہ سرکاری طور پر کیا۔ والحمد للہ علی ذلک

اللہ تعالیٰ امیر المومنین سیدنا عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو جزائے خیر سے نوازے اور ان کے درجات کو بلند فرمائے۔ آمین

سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر مسجدوں کے منبروں پر خطبوں میں علانیہ لعنت اور سب وشتم کا سلسلہ کب جاری ہوا؟

تخریج وتدوین: ابومصعب الاثری

سید ابوالاعلیٰ المودودی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''حضرت معاویہؓ کے زمانے میں جب منبروں پر خطبوں میں علانیہ حضرت علیؓ پر لعنت اور سب وشتم کا سلسلہ جاری ہوا تو عام مسلمانوں کے دل ہر جگہ ہی اس سے زخمی ہو رہے تھے، مگر لوگ خون کا گھونٹ پی کر خاموش ہو جاتے تھے۔ کوفہ میں حجر بن عدیؓ سے صبر نہ ہو سکا اور انہوں نے جواب میں حضرت علیؓ کی تعریف اور حضرت معاویہؓ کی مذمت شروع کر دی۔ حضرت مغیرہؓ جب تک کوفہ کے گورنر رہے، وہ بھی ان کے ساتھ رعایت برتتے رہے۔ ان کے بعد جب زیاد کی گورنری میں بصرہ کے ساتھ کوفہ بھی شامل ہو گیا تو اُس کے اور ان کے درمیان کشمکش برپا ہو گئی۔ وہ خطبے میں حضرت علیؓ کو گالیاں دیتا تھا اور یہ اٹھ کر اس کا جواب دینے لگتے تھے۔ اسی دوران میں ایک مرتبہ انہوں نے نماز جمعہ میں تاخیر پر بھی اس کو ٹوکا۔ آخر کار اس نے انہیں اور ان کے بارہ ساتھیوں کو گرفتار کر لیا اور ان کے خلاف بہت سے لوگوں کی شہادتیں اس فردِ جرم پر لیں کہ:

> ''انہوں نے ایک جتھہ بنا لیا ہے، خلیفہ کو علانیہ گالی دیتے ہیں، ان کا دعویٰ یہ ہے کہ خلافت آلِ ابی طالب کے سوا کسی کے لیے درست نہیں ہے، انہوں نے شہر میں فساد برپا کیا اور امیر المومنین کے عامل کو نکال باہر کیا، یہ ابوتراب (حضرت علیؓ) کی حمایت کرتے ہیں، ان پر رحمت بھیجتے ہیں۔''

ان گواہیوں میں سے ایک گواہی قاضی شریح کی بھی ثبت کی گئی، مگر انہوں نے ایک الگ خط میں حضرت معاویہؓ کو لکھ بھیجا کہ ''میں نے سنا ہے آپ کے پاس حجر بن عدی کے خلاف جو شہادتیں بھیجی گئی ہیں ان میں ایک میری شہادت بھی ہے۔ میری اصل شہادت حجر کے متعلق یہ ہے کہ وہ ان لوگوں میں سے ہیں جو نماز قائم کرتے ہیں، زکوٰۃ دیتے ہیں، دائماً حج کرتے رہتے ہیں، نیکی کا حکم دیتے اور بدی سے روکتے ہیں، ان کا خون اور مال حرام ہے۔ آپ چاہیں تو انہیں قتل کریں ورنہ معاف کریں۔ اس طرح یہ ملزم حضرت معاویہؓ کے پاس بھیجے گئے اور انہوں نے ان کے قتل کا حکم دے

دیا۔ قتل سے پہلے جلادوں نے ان کے سامنے جو بات پیش کی وہ یہ تھی کہ:

> ''ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ اگر تم علیؓ سے براءت کا اظہار کرو اور ان پر لعنت بھیجو تو تمہیں چھوڑ دیا جائے ورنہ قتل کر دیا جائے۔'' ان لوگوں نے یہ بات ماننے سے انکار کر دیا، اور حجر نے کہا: ''میں زبان سے وہ بات نہیں نکال سکتا جو رب کو ناراض کرے۔''

آخر کار وہ اور ان کے سات ساتھی قتل کر دیے گئے۔ ان میں سے ایک صاحب عبدالرحمن بن حسان کو حضرت معاویہؓ نے زیاد کے پاس واپس بھیج دیا اور اس کو لکھا کہ انہیں بدترین طریقے سے قتل کرو۔ چنانچہ اس نے انہیں زندہ دفن کرا دیا۔

(اس قصے کی تفصیلات کے لیے ملاحظہ ہو: الطبری، ج ۴ ص ۱۹۰ تا ۲۰۷۔ ابن عبد البر، الاستیعاب، ج ۱، ص ۱۳۵۔ ابن الاثر ج ۳، ص ۲۳۴ تا ۲۴۲۔ البدایہ والنہایہ، ج ۸ ص ۵۵-۵۰۔ ابن خلدون، ج ۳، ص ۳)

اس واقعے نے امت کے تمام صلحاء کا دل دہلا دیا۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور حضرت عائشہؓ کو یہ خبر سن کر سخت رنج ہوا۔ حضرت عائشہؓ نے حضرت معاویہؓ کو اس فعل سے باز رکھنے کے لیے پہلے ہی خط لکھا تھا۔ بعد میں جب ایک مرتبہ حضرت معاویہؓ ان سے ملنے آئے تو انہوں نے فرمایا:

> ''اے معاویہ! تمہیں حجر کو قتل کرتے ہوئے خدا کا ذرا خوف نہ ہوا۔''

حضرت معاویہؓ کے گورنرِ خراسان ربیع بن زیاد الحارثی نے جب یہ خبر سنی تو پکار اٹھے کہ:

> ''خدایا اگر تیرے علم میں میرے اندر کچھ خیر باقی ہے تو مجھے دنیا سے اٹھا لے۔''

(الاستیعاب، ج ۱، ص ۱۳۵۔ الطبری، ج ۴، ص ۲۰۸)

حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں:

> ''حضرت معاویہؓ کے چار افعال ایسے ہیں کہ اگر کوئی شخص ان میں سے کسی ایک کا ارتکاب بھی کرے تو وہ اس کے حق میں مہلک ہو۔ ایک، ان کا اس امت پر تلوار سونت لینا اور مشورے کے بغیر حکومت پر قبضہ کر لینا، درآنحالیکہ امت میں بقایائے صحابہ موجود تھے۔ دوسرے، ان کا اپنے بیٹے کو جانشین بنانا حالانکہ وہ شرابی اور نشہ باز تھا، ریشم پہنتا تھا اور طنبورے بجاتا تھا۔ تیسرے، ان کا زیاد کو اپنے خاندان میں شامل کرنا، حالانکہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صاف حکم موجود تھا کہ اولاد اس کی ہے جس کے بستر پر وہ پیدا ہو، اور زانی کے لیے کنکر پتھر ہیں۔ چوتھے، ان کا حجر اور اس کے ساتھیوں کو قتل کر دینا۔''

(ابن الاثیر، ج ۳، ص ۲۴۲۔ البدایہ، ج ۸، ص ۱۳۰۔)

اس کے بعد لوگوں کی آواز کو جبر وظلم سے دبانے کا سلسلہ بڑھتا چلا گیا۔ مروان بن الحکم نے اپنی گورنری مدینہ کے زمانے میں حضرت مسور بن مخرمہؓ کو اس قصور میں لات ماری کہ انہوں نے اس کی ایک بات پر یہ کہہ دیا تھا کہ ''آپ نے یہ بری بات کہی ہے''۔

(الاستیعاب، ج ا، ص ۲۵۳)

حجاج بن یوسف کو ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے خطبہ لمبا کرنے اور نمازِ جمعہ میں حد سے زیادہ تاخیر کرنے پر ٹوکا تو اس نے کہا: میرا ارادہ ہے کہ تمہاری یہ دونوں آنکھیں جس سر میں ہیں اس پر ضرب لگاؤں۔

(الاستیعاب، ج ا ص ۳۶۹۔ اسی سے ملتا جلتا ایک واقعہ ابن سعد نے طبقات میں نقل کیا ہے۔ ج ۴، ص ۱۸۴)

عبدالملک بن مروان ۷۵ھ میں جب مدینہ گیا تو منبر رسول ﷺ پر کھڑے ہو کر اس نے اعلان کیا کہ:

''میں اس امت کے امراض کا علاج تلوار کے سوا کسی اور چیز سے نہ کروں گا........ اب اگر مجھے کسی نے اتق اللہ کہا تو میں اس کی گردن ماردوں گا۔''

(ابن الاثیر، ج ۴، ص ۱۰۴-۱۰۴۔ احکام القرآن، ج ا، ص ۸۲۔ فوات الوفیات، محمد بن شاکر الکتبی، ج ۲، ص ۳۳، مطبعۃ السعادۃ، مصر۔)

ولید بن عبدالملک نے ایک دفعہ خطبۂ جمعہ کو اتنا طول دیا کہ عصر کا وقت بھی گزرنے لگا۔ ایک شخص نے اٹھ کر کہا:

''امیر المومنین! وقت آپ کا انتظار نہ کرے گا، اور نماز میں اتنی تاخیر کر دینے پر آپ خدا کے سامنے کوئی عذر پیش نہ کر سکیں گے۔''

ولید نے جواب دیا: ''اے شخص تو نے سچ کہا، مگر ایسے راست گفتار آدمی کی جگہ وہ نہیں ہے جہاں تو کھڑا ہے۔'' چنانچہ اسی وقت شاہی باڈی گارڈ نے اسے قتل کر کے جنت پہنچانے کا انتظام کر دیا۔''

(ابن عبدربہ، العقد الفرید، ج ا، ص ۶۲، لجنۃ التالیف والترجمہ، قاہرہ، ۱۹۴۰ء)

حضرت معاویہؓ کے عہد میں

ایک اور نہایت مکروہ بدعت حضرت معاویہؓ کے عہد میں یہ شروع ہوئی کہ وہ خود، اور ان کے حکم سے ان کے تمام گورنر، خطبوں میں برسرِ منبر حضرت علی رضی اللہ عنہ پر سب وشتم کی بوچھاڑ کرتے تھے، حتیٰ کہ مسجد نبوی میں منبرِ رسول ﷺ پر عین روضۂ نبوی کے سامنے حضور ﷺ کے محبوب ترین عزیز کو گالیاں دی جاتی تھیں اور حضرت علیؓ کی اولاد اور ان کے قریب ترین رشتہ دار اپنے کانوں سے یہ گالیاں سنتے تھے۔

(الطبری، جلد ۴، ص ۱۸۸۔ ابن الاثیر، ج ۳، ص ۲۳۴۔ ج ۴، ص ۱۵۴۔ البدایہ، ج ۸ ص ۲۵۹۔)

کسی کے مرنے کے بعد اس کو گالیاں دینا، شریعت تو درکنار، انسانی اخلاق کے بھی خلاف تھا اور خاص طور پر جمعے کے خطبے کو اس گندگی سے آلودکرنا تو دین و اخلاق کے لحاظ سے سخت گھناؤنا فعل تھا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے آ کر اپنے خاندان کی دوسری غلط روایات کی طرح اس روایت کو بھی بدلا اور خطبہ جمعہ میں سبّ علی کی جگہ یہ آیت پڑھنی شروع کردی: ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ وینھی عن الفحشآء والمنکر والبغی لعلکم تذکرون (النحل:۹۰)

(خلافت وملوکیت از سید ابوالاعلیٰ المودودی رحمہ اللہ: ۱۶۷-۱۷۵)۔

۱ : مجھے ابھی اتک ایسی کوئی روایت نہیں ملی جس سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ سیدنا معاویہؓ نے خود یا اپنے کسی گورنر کو سیدنا علیؓ پر سب وشتم کرنے کا حکم دیا ہو۔ یہ ضرور ہے کہ مستند ترین روایات کے ذریعے سے یہ بات ثابت ہے کہ معاویہؓ کے دور میں مروان جب مدینہ کا گورنر تھا تو وہ سیدنا علیؓ کو جمعہ کے خطبے میں مسجد نبوی کے منبر سے گالیاں دیا کرتا تھا اور لعنت کرتا تھا۔ جب مروان خلیفہ بنا تو اس کے بنو امیہ نے مدینہ اور مکہ کے منبروں سے سیدنا علیؓ پر لعنت کرنے کا سلسلہ برقرار رکھا یہاں تک کہ سیدنا عمر بن عبدالعزیزؒ جب خلیفہ بنے تو انہوں نے اس مکروہ فعل کو بند سرکاری طور پر اپنی خلافت کے دور میں بند کروادیا تھا۔

امیر المومنین سیدنا علی بن ابی طالب علیہ السلام پر سبّ وشتم کرنے کی ممانعت:

ذكر ترك سب أمير المؤمنين علي ، عليه السلام

كان بنو أمية يسبون أمير المؤمنين علي بن أبي طالب ، عليه السلام ، إلى أن ولي عمر بن عبد العزيز الخلافة ، فترك ذلك وكتب إلى العمال في الآفاق بتركه .

وكان سبب محبته عليا أنه قال : كنت بالمدينة أتعلم العلم وكنت ألزم عبيد الله بن عبد الله بن عتبة بن مسعود ، فبلغه عني شيء من ذلك ، فأتيته يوما وهو يصلي ، فأطال الصلاة ، فقعدت أنتظر فراغه ، فلما فرغ من صلاته ، التفت إلي فقال لي : متى علمت أن الله غضب على أهل بدر وبيعة الرضوان بعد أن رضي عنهم ؟ قلت : لم أسمع ذلك . قال : فما الذي بلغني عنك في علي ؟ فقلت : معذرة إلى الله وإليك ! وتركت ما كنت عليه ، وكان أبي إذا خطب فنال من علي ، رضي الله عنه ، تلجلج ، فقلت : يا أبه ، إنك تمضي في خطبتك فإذا أتيت على ذكر علي عرفت منك تقصيرا ؟ قال : أوفطنت لذلك ؟ قلت : نعم . فقال : يا بني إن الذين حولنا لو يعلمون من علي ما نعلم تفرقوا عنا إلى أولاده .

فلما ولي الخلافة لم يكن عنده من الرغبة في الدنيا ما يرتكب هذا الأمر العظيم [ص: ٩٩] لأجلها ، فترك ذلك ، وكتب بتركه ، وقرأ عوضه : إن الله يأمر بالعدل والإحسان وإيتاء ذي القربى الآية ، فحل هذا الفعل عند الناس محلا حسنا ، وأكثروا مدحه بسببه ، فمن ذلك قول كثير عزة :

عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہما کی خلافت سے پہلے تمام سلاطین بنو امیہ سیدنا علی علیہ السلام کے نام پر سبّ کرتے تھے لیکن سیدنا عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہما نے اس کو سختی سے روکا اور تمام عمال کو اس گناہ عظیم سے روکنے کی تاکید کی۔ سیدنا عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہما کو سیدنا علی علیہ السلام سے محبت پیدا ہونے کی صورت یہ ہوئی جیسا کہ وہ خود بیان کرتے ہیں۔ کہ میں مدینہ میں علم کی تحصیل حاصل کر رہا تھا۔ اور اس زمانہ میں عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعودؓ سے سے درس حاصل کر رہا تھا، اُن کو میرے متعلق یہ معلوم ہوا کہ میں سیدنا علی علیہ السلام کر بُرے الفاظ کے ساتھ یاد کرتا ہوں، ایک دن میں ان کی خدمت میں ایسے وقت میں حاضر ہوا جب وہ نماز میں مشغول تھے، میں انتظار کرنے لگا جب وہ فارغ ہوئے تو مجھ سے کہنے لگے تم کو یہ کس

طرح معلوم ہوا کہ اللہ اصحابِ بدر اور اصحابِ بیعت رضوان سے خوش ہونے کے بعد اُن پر غضبناک ہوا، میں نے کہا کہ میں نے یہ کسی سے نہیں سنا، تو وہ فرمانے لگے کہ پھر مجھے کس طرح معلوم ہوا کہ تم سیدنا علی علیہ السلام کو برا سمجھتے ہو۔ میں نے کہا اب میں اللہ سے اس کی معذرت چاہتا ہوں اور پھر آپ سے معافی کو خواستگار ہوں۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ آئندہ سے کبھی ایسا نہ ہوگا، بات یہ تھی کہ میرے والد جب خطبہ دیتے تھے تو سیدنا علی علیہ السلام کے نام کے ساتھ کچھ توہین کے الفاظ ذکر کرنا چاہتے تو اُن کی زبان لٹ پٹا جاتی میں نے پوچھا کہ آپ خطبہ میں بے تکلف کہتے چلے جاتے ہیں لیکن جب سیدنا علی علیہ السلام کا ذکر آتا ہے تو مجھے آپ کی تقریر میں نقص معلوم ہوتا انہوں نے کہا کہ کیا تم اس کو سمجھ گئے۔ میں نے ہاں! کہنے لگے بیٹا، جو لوگ ہمارے گرد بیٹھے ہیں اگر ان کو اتنا معلوم ہو جائے جتنا ہم سیدنا علی علیہ السلام کے متعلق جانتے ہیں تو لوگ ہم کو چھوڑ کر سیدنا علی علیہ السلام کی اولاد کے پاس جمع ہو جائیں گے جب سیدنا عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہا خلیفہ ہوئے تو ان کے دل میں دنیا کی کسی چیز سے الفت باقی نہ رہی تھی کہ جس کے لیے وہ اتنا عظیم الشان گناہ کرتے، اس لیے انہوں نے اس کو یکسر چھوڑ دیا۔ اور لوگوں کو اس کے چھوڑنے کا حکم دیا۔ سیدنا علی علیہ السلام پر بدگوئی کرنے کی بجائے خطبہ میں اس آیت کی تلاوت کرتے تھے **ان اللہ یامُر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربی** ...الخ ،اللہ عدل، احسان اور اقرباء کی اعانت کرنے کا حکم دیتا ہے۔ سیدنا عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہا کا یہ کام بڑی وقعت کی نظر سے دیکھا گیا۔ اور سبھوں نے اُن کی بڑی تعریف کی کثیر عزہ نے یہ اشعار کہے:

وليت ولم تشتم عليا ولم تخف بريا ولم تتبع مقالة مجرم تكلمت بالحق المبين وإنما

تبين آيات الهدى بالتكلم وصدقت معروف الذي قلت بالذي

فعلت فأضحى راضيا كل مسلم ألا إنما يكفي الفتى بعد زيغه

من الأود البادي ثقاف المقوم

فقال عمر حين أنشده هذا الشعر : أفلحنا إذ.

اے عمر جب تم والی ہوئے تو تم نے سیدنا علی علیہ السلام کو برا بھلا نہیں کہا اور نہ تم نے کسی بے گناہ کو ڈرایا اور نہ کسی مجرم کے قول کی اتباع کی۔

تم ہمیشہ کہی ہوئی حق بات کہتے ہو اور درحقیقت ہدایت کی نشانیاں حق گوئی ہی سے رونما ہوتی ہیں

تم نے جس اچھے کام کے متعلق حکم دیا اُس کو پہلے کر دکھایا، جس سے ہر مسلم کا دل تم سے خوش ہے

بے شک انسان کی کھلی کجروی اور گمراہی کے بعد یہ کافی ہے کہ اس کو ایک اصلاح کرنے والا درست کرسکتا ہے۔

جب سیدنا عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہما نے یہ اشعار سنے تو بولے اب ہم فلاح پا چکے

(الكامل في التاريخ ثم دخلت سنة تسع وتسعين ذكر ترك سب أمير المؤمنين علي عليه السلام ٩٩/٤). و انساب الأشراف ١٩٥/٨.

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ سیر اعلام النبلاء میں فرماتے ہیں

في آل مروان نصب ظاهر سوى عمر بن عبد العزيز رحمه الله.

عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ آل مروان سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے دشمن تھے۔

(سير اعلام النبلاء للذهبي : ١١٣/٥)

خلفائے بنو امیہ کا سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر لعن کرنا

خلفائے بنوامیہ ۴۱ ہجری سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو گالیاں اور ان پر لعن کر رہے تھے اسی سال سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے خلافت سے عزل کیا تھا اور ۹۹ ہجری تک جب سلیمان بن عبدالملک خلیفہ تھا اس کی حکومت کے آخر تک اور عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی حکومت کے آغاز تک سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر سبّ ولعن کیا کرتے تھے۔

(تاريخ أبي الفداء ، فصل في ذكر إبطال عمر بن عبد العزيز سبّ على بن ابي طالب على المنابر ٢٨٧/١)

مشہور مفسر آلوسیؒ سورۂ نحل کی تفسیر کے تحت لکھتے ہیں

أقامها عمر بن عبد العزيز حين آلت/ الخلافة إليه مقام ما كانو بنو أمية غضب الله تعالى عليهم يجعلونه في أواخر خطبهم من سب علي كرم الله تعالى وجهه ولعن كل من بغضه وسبه وكان ذلك من أعظم مآثره رضي الله تعالى عنه.

عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ جب خلیفہ بنے تو انہوں نے احسان ونیکی کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر سب وشتم ولعن کی جگہ قرار دیا اور اس کو زندہ کیا جو بنوامیہ اپنے خطبوں کے آخر میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر سبّ کرتے تھے بنوامیہ

اور لعنت ہو اس شخص پر جو سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے بغض رکھے اور ان پر سبّ کرے اور یہ کام عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے کارناموں میں سے ایک بڑا کارنامہ تھا۔ اللہ تعالیٰ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے راضی ہو۔

(روح المعاني في تفسير القرآن العظيم والسبع المثاني المؤلف : شهاب الدين محمود ابن عبدالله الحسيني الألوسي - ط الأولي ، دار الكتب العلمية ، بيروت ، ١٤٢٢هـ . ٤٥٦/٧.)

علامہ ابن خلدون لکھتے ہیں:

وكان بنو أمية يسبّون عليّا فكتب عمر إلى الآفاق بترك ذلك.

بنوامیہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو گالیاں دیتے تھے پس عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے تمام شہروں کو خط لکھا اور اس کام کے ترک کرنے کا حکم دیا۔

(تاريخ ابن خلدون : ٩٤/٣ الناشر: دار الفكر، بيروت الطبعة: الثانية، ١٤٠٨هـ - ١٩٨٨هـ).

شیخ محمد ابن علی المعروف ابن العمرانی کتاب الانباء فی تاریخ الخلفاء میں لکھتے ہیں:

وكان بنو أميّة كلهم يلعنون عليّا- صلوات [الله] عليه وسلامه- على المنبر فمذ ولّى عمر بن عبد العزيز قطع تلك اللعنة.

بنوامیہ کے تمام خلفاء منبروں پر سیدنا علی صلوات اللہ علیہ سلامہ پر سرعام لعنت کرتے تھے، جب عمر بن عبدالعزیز کو حکومت ملی تو انہوں نے اس کام قطع (ترک) کرنے کا حکم دیا۔

(الكتاب: الإنباء في تاريخ الخلفاء المؤلف: محمد بن علي بن محمد المعروف بابن العمراني (المتوفى: ٥٨٠هـ) المحقق: قاسم السامرائي الناشر: دار الآفاق العربية، القاهرة الطبعة: الأولى، ١٤٢١هـ -٢٠٠١ م).

نہایۃ الارب فی فنون الادب کے مصنف نویری لکھتے ہیں:

قال: وكان من أول ما ابتدأ به عمر بن عبد العزيز أن ترك سب علي بن أبي طالب رضي الله عنه على المنابر، وكان يسب في أيام بني أمية إلى أن ولي عمر فترك ذلك .

نویری کہتے ہیں: پہلا کام جو عمر بن عبدالعزیز نے اپنی خلافت کی ابتداء میں انجام دیا وہ یہ تھا کہ انہوں نے منبروں پر سے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ پر ہونے والے سبّ وشتم کو ختم کروایا، جو بنوامیہ کے زمانے میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر سبّ وشتم کیا جاتا تھا جب عمر بن عبدالعزیز خلیفہ بنے تو انہوں نے اس کام کو ختم کروادیا۔

(نهاية الأرب في فنون الأدب، النويري،٢١/٢١٦، ط الأولى، دار الكتب العلمية، بيروت، ١٤٢٤هـ .)

علامہ سیوطی تاریخ الخلفاء میں لکھتے ہیں:

كان بنو أمية يسبون علي بن أبي طالب في الخطبة فلما ولي عمر ابن عبد العزيز أبطله وكتب إلى نوابه بإبطاله . وقرأ مكانه (إن الله يأمر بالعدل والإحسان) .

بنوامیہ نماز کے خطبوں میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر سبّ کرتے تھے پس جب سیدنا عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ بنے تو انہوں نے اس کام کی ممانعت کی اور اپنے گورنروں کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر سبّ وشتم کرنے سے منع کردیا اور اس سبّ وشتم کی جگہ یہ آیت پڑھنے کا حکم دیا **(إن الله يأمر بالعدل والإحسان)**۔

(تاريخ الخلفاء، السيوطي، ص١٩٤، ط الأولى، مصر، دار الفجر للتراث ، ١٤٢٠ هـ .)

خیرالدین زرکلی کتاب الاعلام میں عمر بن عبدالعزیزؒ کے حالات میں لکھتے ہیں:

وولي الخلافة بعهد من سليمان سنة ٩٩هـ، فبويع في مسجد دمشق. وسكن الناس في أيامه، فمنع سب علي بن أبي طالب (وكان من تقدمه من الأمويين يسبونه على المنابر)

عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اموی خلیفہ سلیمان کے بعد ۹۹ ہجری میں خلیفہ بنے، ان کی بیعت دمشق کی مسجد میں ہوئی۔ لوگ ان کی خلافت کے دور میں سکون اور اطمینان کے ساتھ رہے، عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے امویوں خلفاء کی طرف سے مساجد کے منبروں پر سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر ہونے والے سبّ وشتم کو منع کروادیا۔

(الأعلام - خير الدين الزركلي - ج ٥ - الصفحة ٥٠)

ہم نے یہ ثابت کردیا ہے کہ اموی خلفاء سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے بغض وعداوت رکھتے تھے، برسرعام جمعہ کے خطبوں

میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر منبروں سے اموی خلفاء سبّ وشتم کرتے تھے یہاں تک سیدنا عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اموی خلیفہ سلیمان بن عبدالملک کی وفات کے بعد خلافت امویہ پر متمکن ہوئے، اورانہوں اپنے عمال کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر سبّ وشتم کرنے سے منع کیا اور اس کی جگہ قرآن کی آیت تلاوت کرنے کا حکم دیا۔اب ہم ثابت کریں گے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر سبّ وشتم کرنے کا آغاز اموی خلافت کے اوّل حاکم مروان بن حکم نے اس وقت شروع کیا تھا جب وہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت میں مدینہ کا گورنر مقرر کیا گیا تھا۔

مروان بن حکم سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر ہر جمعہ کے خطبہ میں علانیہ گالیاں دیتا تھا

مروان بن حکم ہر جمعہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں منبر پر سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو گالیاں دیتا تھا۔جس کا ثبوت صحیح مسلم میں امام مسلمؒ کی روایت کردہ حدیث کے اثبات میں نقل کی گئیں روایات ہیں۔

امام مسلمؒ فرماتے ہیں:

❀ حدیث:

حدثنا قتيبة بن سعيد ، حدثنا عبد العزيز يعني ابن ابي حازم ، عن ابي حازم ، عن سهل بن سعد ، قال: " استعمل على المدينة رجل من آل مروان، قال: فدعا سهل بن سعد فامره ان يشتم عليا، قال: فابى سهل، فقال له: اما إذ ابيت، فقل: لعن الله ابا التراب، فقال سهل: ما كان لعلي اسم احب إليه من ابي التراب، وإن كان ليفرح إذا دعي بها، فقال له: اخبرنا عن قصته لم سمي ابا تراب، قال: جاء رسول الله صلى الله عليه وسلم بيت فاطمة فلم يجد عليا في البيت، فقال: اين ابن عمك؟ فقالت: كان بيني وبينه شيء فغاضبني، فخرج فلم يقل عندي، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لإنسان انظر اين هو؟ فجاء، فقال: يا رسول الله؟ هو في المسجد راقد، فجاءه رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو مضطجع، قد سقط رداؤه عن شقه، فاصابه تراب، فجعل رسول الله صلى الله عليه وسلم يمسحه عنه، ويقول: قم ابا التراب، قم ابا التراب ".

سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مدینہ میں ایک شخص مروان کی اولاد میں سے حاکم ہوا، اس نے سہل کو بلایا اور حکم دیا سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو گالی دینے کا۔سہل رضی اللہ عنہ نے انکارکیا، وہ شخص بولا: اگر تو گالی دینے سے انکار کرتا ہے تو کہہ لعنت ہو اللہ کی ابوتراب پر۔سہل نے کہا: سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو کوئی نام ابوتراب سے زیادہ پسند نہ تھا اور وہ خوش ہوتے تھے اس نام کے پکارنے سے، اور وہ خوش ہوتے تھے اس نام

کے ساتھ پکارنے سے۔وہ شخص بولا:اس کا قصہ بیان کروان کا نام ابوتراب کیوں ہوا؟سہل نے کہا:رسول اللہ ﷺ سیدۃ فاطمہ کے گھر تشریف لائے تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو گھر میں نہ پایا۔آپ ﷺ نے پوچھا:''تیرے چچا کا بیٹا کہاں ہے؟''وہ بولیں:مجھ میں اوران میں کچھ باتیں ہوئیں وہ غصے ہوکر چلے گئے اور یہاں نہیں سوئے۔رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی سے فرمایا:''دیکھو علی کہاں ہیں؟''وہ آیا اور بولا:یارسول اللہ!سیدنا علی رضی اللہ عنہ مسجد میں سورہے ہیں۔آپ ﷺ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لے گئے وہ لیٹے ہوئے تھے اور چادران کے پہلو سے الگ ہوگئی تھی اور(ان کے بدن سے)مٹی لگ گئی تھی۔رسول اللہ ﷺ نے وہ مٹی پونچھنا شروع کی اورفرمانے لگے:''اٹھ اے ابو تراب،اٹھ اے ابوتراب''۔

(حديث نمبر: ٦٢٢٩ - صحيح مسلم - كِتَاب فَضَائِلِ الصَّحَابَةِ - باب مِنْ فَضَائِلِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ).

امام مسلم کی یہ حدیث اس باب میں حجت ہے کیونکہ سہل بن سعد کے اساتذہ میں مروان بن حکم شامل ہے اسی لیے سعد بن سہل رضی اللہ عنہ نے اس حدیث میں آل مروان کا لفظ استعمال کیا ہے اہل علم جانتے ہیں ایسا کیونکر کیا جاتا ہے،ذیل میں ہم امام مسلمؒ کی روایت کردہ حدیث کے ضمن میں وہ احادیث پیش کررہے ہیں جن سے صراحت کے ساتھ ثابت ہورہا ہے سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر سبّ وشتم کا قبیح فعل مروان بن حکم کی عادت بن چکا تھا اور وہ بلاناغہ ہر جمعہ کے خطبے میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر مسجد نبوی کے منبر پر کھڑا ہوکر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا ذکر برائی کے ساتھ کرتا تھا ان سب پر سبّ وشتم کرتا تھا بلکہ سیدنا حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کے گھر اپنے ہرکارے بھیج کر سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر گالیوں والا پیغام پہنچاتا تھا۔

مروان بن حکم جب جمعہ کے خطبے کے دوران سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو گالیاں دیتا تھا تو سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما نبی ﷺ کے حجرے میں داخل ہوجاتے اوراس وقت تک وہاں سے نہ اٹھتے جب تک خطبہ ختم نہ ہوجاتا،خطبہ ختم ہوتے وہ مسجد نبوی ﷺ میں داخل ہوتے اور نماز پڑھ کر گھر لوٹ جاتے۔

ذیل میں قارئین کی خدمت امام ابن کثیر کی کتاب البدایہ والنہایہ کچھ روایات نقل کررہے ہیں کہ تاکہ ان لوگوں کی یہ غلط فہمی دور ہوجائے کہ مروان بن حکم سیدنا حسن وحسین رضی اللہ عنہما اور اہل بیت سے محبت کرتا تھا:

وَقَالَ جُوَيْرِيَةُ بْنُ أَسْمَاءَ: لَمَّا مَاتَ الْحَسَنُ بَكَى عَلَيْهِ مَرْوَانُ فِي جِنَازَتِهِ، فَقَالَ لَهُ الْحُسَيْنُ: أَتَبْكِيهِ وَقَدْ كُنْتُ تُجَرِّعُهُ مَا تُجَرِّعُهُ؟ فقال: إني كنت أفعل إلى أحلم من هذا، وأشار هو إلى الْجَبَلِ.

۞ جویریہ بن اسماء نے بیان کیا ہے کہ جب سیدنا حسن رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو مروان آپ کے جنازہ میں رو

پڑا، سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے اسے کہا: کیا تو حسن رضی اللہ عنہ پر روتا ہے حالانکہ تو نے ان سے گھونٹ گھونٹ پیا ہے جو پیا پیا ہے؟ مروان نے پہاڑ کی طرف اشارہ کر کے کہا میں اس سے یہ سلوک کرتا تھا جو اس پہاڑ سے بھی زیادہ حلیم تھا۔

(كتاب البداية والنهاية ط الفكر - [ابن كثير] - ٣٩/٨)

۞ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ سَعْدٍ: وَأَنَا الْفَضْلُ بْنُ دكين أنا مساور الجصاص عن رزين بن سوار. قال: كان بين الحسن ومروان خُصُومَةٌ فَجَعَلَ مَرْوَانُ يُغْلِظُ لِلْحَسَنِ وَحَسَنٌ سَاكِتٌ، فَامْتَخَطَ مَرْوَانُ بِيَمِينِهِ، فَقَالَ لَهُ الْحَسَنُ: وَيْحَكَ! أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ الْيُمْنَى لِلْوَجْهِ، وَالشِّمَالَ لِلْفَرَجِ؟ أُفٍّ لَكَ، فَسَكَتَ مَرْوَانُ.

رزین بن سوار کہتے ہیں: سیدنا حسن رضی اللہ عنہ اور مروان کے درمیان خصومت پائی جاتی تھی اور مروان سیدنا حسن رضی اللہ عنہ سے سخت کلامی کرنے لگا اور سیدنا حسن رضی اللہ عنہ خاموش رہے۔ مروان نے اپنے دائیں ہاتھ سے ناک سے رینٹ صاف کی تو سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے اسے کہا تو ہلاک ہوگیا تجھے معلوم نہیں کہ دایاں ہاتھ چہرے کے لیے اور بایاں ہاتھ شرمگاہ کے لیے ہے؟ پس مروان خاموش ہوگیا۔

(كتاب البداية والنهاية ط الفكر - [ابن كثير] - ٣٩/٨)

ثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْفَضْلِ عَنْ أَبِي عَتِيقٍ قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ: شَهِدْنَا حَسَنَ بن على يوم مات وكادت الْفِتْنَةُ تَقَعُ بَيْنَ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ وَمَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ، وَكَانَ الْحَسَنُ قَدْ عَهِدَ إِلَى أخيه أن يدفن مع رسول الله، فَإِنْ خَافَ أَنْ يَكُونَ فِي ذَلِكَ قِتَالٌ أَوْ شَرٌّ فَلْيُدْفَنْ بِالْبَقِيعِ، فَأَبَى مَرْوَانُ أَنْ يَدَعَهُ- وَمَرْوَانُ يَوْمَئِذٍ مَعْزُولٌ يُرِيدُ أَنْ يُرْضِيَ معاوية- ولم يَزَلْ مَرْوَانُ عَدُوًّا لِبَنِي هَاشِمٍ حَتَّى مَاتَ.

۞ ابوعتیق کہتے ہیں میں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا، جس روز سیدنا حسن رضی اللہ عنہ فوت ہوئے اس روز ہم نے انہیں دیکھا اور قریب تھا کہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ اور مروان بن حکم کے درمیان جنگ چھڑ جاتی اور سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی کو وصیت کی کہ انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ دفن کیا جائے اور اگر انہیں اس بارے میں جنگ کا یا شر کا خدشہ ہو تو وہ بقیع میں دفن کر دیں، اور مروان نے آپ کو چھوڑنے سے انکار کیا۔ اور مروان ان دنوں معزول تھا اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو راضی کرنا چاہتا تھا۔ اور مروان ہمیشہ بنی ہاشم کا دشمن رہا یہاں تک کہ مر گیا۔

(كتاب البداية والنهاية ط الفكر - [ابن كثير] - ٤٤/٨)

وَوَلَّاهُ الْمَدِينَةَ مَرَّتَيْنِ، وَعَزَلَهُ عَنْهَا مَرَّتَيْنِ بِمَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ، وَكَانَ سَعِيدٌ هَذَا لَا يَسُبُّ عَلِيًّا، وَمَرْوَانُ يَسُبُّهُ.

❁ سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کو دوبار مدینہ کا امیر مقرر کیا اور مروان بن حکم کے ذریعے آپ کو دوبار معزول کیا اور سعید بن العاص رضی اللہ عنہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو گالیاں نہیں دیتے تھے اور مروان آپ کو گالیاں دیتا تھا۔

(كتاب البداية والنهاية ط الفكر - [ابن كثير] - ٨٤/٨)

❁ حدیث:

امام احمد سے ان کے بیٹے عبداللہ یہ حدیث بیان کر رہے ہیں:

حدثني أبي قال ، حدثنا اسماعيل قال حدثنا إبن عون عن عمير بن إسحاق قال :

" كان مروان أميرا علينا ست سنين فكان يسب عليا كل جمعة ثم عزل ثم استعمل سعيد بن العاص سنتين فكان لا يسبه ثم أعيد مروان فكان يسبه " .

" عمیر بن اسحاق کہتے ہیں: مروان ہم پر چھ(٦) سال تک امیر تھا وہ ہر جمعہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو گالیاں دیتا تھا پھر اس کو معزول کر دیا گیا اور سعید بن عاص دو سال تک امیر رہے وہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو گالیاں نہیں دیتے تھے پھر جب دوبارہ مروان کو امیر مقرر کیا گیا تو اس نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو گالیاں دینی شروع کر دیں "۔

(مسائل الإمام أحمد / كتاب العلل ومعرفة الرجال ٣ : ١٧٦ رقم : ٤٧٨١) . ابن حنبل، أحمد، العلل:١٧٦/٣. وروى الحديث ابن عساكر في تاريخ مدينة دمشق : ٢٤٩/٥٧ . الذهبي، محمد بن أحمد، تاريخ الإسلام : ٢٣١/٥. الذهبي، محمد بن أحمد ، سير أعلام النبلاء : ٤٤٧/٣.)

اس کتاب کے محقق ڈاکٹر وصی اللہ بن محمد عباس کہتے ہیں:

اسناده صحيح والله المستعان .

اس حدیث کی سند صحیح ہے واللہ المستعان۔

اس روایت کی تخریج ابن عساکر دمشقی نے اپنی تاریخ میں کی ہے:

حدیث:

أخبرنا أبو بكر محمّد بن عبد الباقي ، أنا أبو محمّد الجوهري ، أنا أبو عمر بن حيّوية ، أنا أحمد بن معروف ، نا الحسين بن فهم ، نا محمّد بن سعد ، نا إسماعيل بن إبراهيم الأسدي ، عن ابن عون ، عن عمير بن إسحاق قال :

كان مروان بن الحكم أميرا علينا ست سنين ، فكان يسبّ عليا كلّ جمعة على المنبر ، ثم عزل ، فاستعمل سعيد بن العاص سنتين فكان لا يسبّه ، ثم عزل وأعيد مروان فكان يسبّه ، فقيل : يا حسن ألا تسمع ما يقول هذا؟ فجعل لا يرد شيئا ، قال : وكان حسن يجيء يوم الجمعة فيدخل في حجرة النبي صلى الله عليه وسلم فيقعد فيها ، فإذا قضيت الخطبة خرج فصلّى ، ثم رجع إلى أهله....

عمیر بن اسحاق کہتے ہیں: مروان بن حکم ہم پر چھ سال امیر رہا ہر جمعہ وہ منبر پر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو گالیاں دیتا پھر اس کو معزول کر کے سعید بن عاص کو عامل مقرر کیا گیا وہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو گالیاں نہیں دیتے تھے پھر سعید بن عاص رضی اللہ عنہ کو معزول کر کے دوبارہ مروان بن حکم کو مقرر کر دیا گیا تو پھر اس نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو گالیاں دینی شروع کر دیں، تو سیدنا حسن رضی اللہ عنہ سے کہا گیا: اے حسن رضی اللہ عنہ کیا آپ سنتے نہیں کہ یہ مروان کیا کہتا ہے؟ اور وہ مروان کو کوئی جواب نہیں دیتے۔ عمیر بن اسحاق کہتے ہیں: حسن رضی اللہ عنہ جمعہ کے دن آتے اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حجرے میں داخل ہو جاتے اور وہیں بیٹھے رہتے اور جب خطبہ ختم ہو جاتا تو حجرے سے باہر نکلتے نماز پڑھتے اور پھر اپنے گھر لوٹ جاتے.......

(تاريخ دمشق لابن عساكر : ٢٤٣/٥٦) (من طريقه روي الخبر في تاريخ الإسلام (حوادث سنة ٦١-٨٠ ص ٢٣١-٢٣٢)

اسی روایت کو ابن سعد نے طبقات میں تخریج کیا ہے۔

حدیث:

قال: أخبرنا إسماعيل بن إبراهيم الأسدي. عن ابن عون. عن عمير بن إسحاق قال: كان

مروان أميرا علينا ست سنين «1» . فكان يسب عليا كل جمعه على المنبر. ثم عزل فاستعمل سعيد بن العاص سنين «2» فكان لا يسبه. ثم عزل. وأعيد مروان. فكان يسبه. فقيل يا حسن ألا تسمع ما يقول هذا؟ فجعل لا يرد شيئا. قال: وكان حسن يجيء يوم الجمعة فيدخل في حجرة النبي ص فيقعد فيها. فإذا قضيت الخطبة خرج فصلى .

ثم رجع إلى اهله. قال: فلم يرض بذلك حتى أهداه له في بيته. قال :

فأنا لعنده إذ قيل فلان بالباب . قال : أذن له فو الله إني لأظنه قد جاء بشر .

فأذن له فدخل . فقال : يا حسن إني قد جئتك من عند سلطان وجئتك بعزمه . قال: تكلم . قال : أرسل مروان بعلي وبعلي وبعلي وبك وبك وبك وما وجدت مثلك إلا مثل البغلة يقال لها: من أبوك؟ فتقول : أبي الفرس .

قال : ارجع إليه فقل له : إني والله لا أمحو عنك شيئا مما قلت بأن أسبك .

ولكن موعدي وموعدك الله . فإن كنت صادقا فجزاك الله بصدقك .

وإن كنت كاذبا فالله أشد نقمة. وقد كرم الله جدي أن يكون مثله أو قال : مثلي مثل البغلة. فخرج الرجل .

فلما كان في الحجرة لقي الحسين فقال له : يا فلان ما جئت به. قال : جئت برسالة وقد أبلغتها . فقال : والله لتخبرني ما جئت به أو لآمرن بك فلتضربن حتى لا تدري متى رفع عنك. فقال : ارجع فرجع . فلما رآه الحسن قال : أرسله . قال : إني لا أستطيع . قال : لم . قال: إني قد حلفت . قال : قد لج فأخبره .

فقال : أكل فلان بظر أمه إن لم يبلغه عني ما أقول. فقال: يا حسين. إنه سلطان. قال: آكله إن لم يبلغه عني ما أقول . قل له : بك وبك وبأبيك وبقومك وآية بيني وبينك أن تمسك/ منكبيك من لعنه رسول الله ص. قال: فقال وزاد .

’’عمیر بن اسحاق کہتے ہیں: مروان چھ سال تک ہم پر (معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے) گورنر رہا، وہ ہر جمعہ کو منبر پر سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر سبّ وشتم کرتا تھا، پھر سعید بن عاص رضی اللہ عنہ گورنر بنے، وہ دو سال تک گورنر رہے،

وہ گالم گلوچ نہیں کرتے تھے، پھر جب انہیں معزول کر کے دوبارہ مروان کو گورنر بنایا گیا تو وہ پھر سے سبّ شتم کرنے لگا۔سیدنا حسن رضی اللہ عنہ جمعہ کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حجرے میں آ کر بیٹھے رہتے تھے، اور جب نماز کھڑی ہوتی تو آ کر شامل ہو جاتے (تا کہ اپنے والد ماجد کی بدگوئی نہ سن سکیں)۔مگر مروان اس پر بھی راضی نہ ہوا یہاں تک کہ اس نے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کے گھر میں قاصد کے ذریعے ان کو گالیاں دلوا بھیجیں۔ان گالیوں میں سے ایک یہ بھی تھی کہ:

''تیری مثال میرے نزدیک خچر کی سی ہے کہ جب اُس سے پوچھا جائے کہ تیرا باپ کون ہے،تو وہ کہے کہ میری ماں گھوڑی ہے!''

سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر قاصد سے کہا کہ تو اس کے پاس جا اور اس سے کہہ دے کہ:

''اللہ کی قسم ، میں تجھے گالی دے کر تیرا گناہ ہلکا نہیں کرنا چاہتا۔میری اور تیری ملاقات اللہ کے ہاں ہوگی۔اگر تُو سچا ہے تو اللہ تجھے تیرے سچ کی جزا دے۔اور اگر تو جھوٹا ہے تو اللہ سزا دینے میں بہت سخت ہے۔اللہ نے میرے نانا جان کو جو شرف بخشا ہے وہ اس سے بلند ہے کہ میری مثال خچر کی سی ہو''۔

قاصد نکلا تو سیدنا حسین رضی اللہ عنہ سے اس کی ملاقات ہوگئی اور انہیں بھی اس نے گالیوں کے متعلق بتایا۔سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے اسے پہلے تو دھمکی دی کہ خبردار جو تم نے بھی میری بات مروان تک نہ پہنچائی سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تو اسے یہ بھی کہنا کہ:

''اے مروان! تو ذرا اپنے باپ اور اُس کی قوم کی حیثیت پر بھی غور کر۔تیرا مجھ سے کیا سروکار،تو اپنے کندھوں پر اُس شخص کو اٹھاتا ہے جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لعنت کی ہے''۔

(یعنی تجھ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لعنت کی ہے)

❀ تخریج:

كتاب الطبقات الكبرى - متمم الصحابة - الطبقة الخامسة - ابن سعد ١/٣٩٩ - انظر مختصر تاريخ دمشق : ٣١٣/٩ . وسير أعلام النبلاء : ٤٤٧/٣ و لكنهما اختصرا الخبر . لیکن امام ذہبی نے روایت کو مختصر بیان کیا ہے .ورد من حديث الحسن بن علي ومن حديث عبد الرحمن بن أبي بكر ومن حديث عبد الرحمن بن عوف ومن حديث عبد الله بن الزبير ومن حديث عبد الله بن عمرو ومن حديث عمرو بن مرة الجهني ومن حديث عائشة ومن حديث الزهري وعطاء الخراساني مرسلاً.

یہ احادیث حسن بن علی رضی اللہ عنہما، عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما، عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما، عمرو بن مرۃ الجہنی رضی اللہ عنہ اور ام المومنین سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا، اور زہری اور عطاء الخراسانی سے مرسل روایت کی گئی ہے۔

(كتاب أنيس الساري (تخريج أحاديث فتح الباري) ١١/٩٨)

فأما حديث الحسن بن علي فأخرجه إسحاق في " مسنده " (المطالب العالية - رقم : ٤٤٥٥ : ٢٦٥/١٨) وأبو يعلى (٦٧٦٤) والطبراني في " الكبير " (٢٧٤٠) من طرق عن حماد بن سلمة عن عطاء بن السائب عن أبي يحيى قال : كنت بين الحسن، والحسين ومروان يتسابان، فجعل الحسن يسكت الحسين، فقال مروان : أهل بيت ملعونون، فغضب الحسن وقال : أ قلت : أهل بيت ملعونون؟ فوالله لقد لعنك الله على لسان نبيه - صلى الله عليه وسلم - وأنت في صلب أبيك. قال الهيثمي : وفيه عطاء بن السائب وقد اختلط " المجمع ٧٢/١٠ قلت : واختلف في سماع حماد منه أهو قبل الاختلاط أم بعده : فقيل : قبل الاختلاط، وقبل : بعده . والذي يظهر لي أنه سمع منه في الصحة والاختلاط ، والله أعلم .

”پس جو حدیث حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے ہے اسے اسحاق بن راہویہ نے اپنی مسند (المطالب العالیہ - رقم: ۴۴۵۵: ۲۶۵/۱۸ اور ابو یعلیٰ نے (۶۷۶۴) میں اور طبرانی نے ”الکبیر“ (۲۷۴۰) میں نکالا ہے۔ حماد بن سلمہ کے طرق پر اور وہ عطاء بن سائب اور ابو یحییٰ سے بیان کرتے ہیں: میں حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کے درمیان میں موجود تھا اور مروان حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کو گالیاں دے رہا تھا تو حسین رضی اللہ عنہ بھی اس کو برا بھلا کہہ رہے تھے اور حسن رضی اللہ عنہ حسین رضی اللہ عنہ کو خاموش کرا رہے تھے، مروان نے کہا: اہل بیت ملعون ہیں، یہ سنتے ہی سیدنا حسن رضی اللہ عنہ غصے میں آ گئے اور کہا: تو نے اہل بیت کو ملعون کہا ہے؟ اللہ کی قسم تجھ پر اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان سے اس وقت لعنت کی گئی جب تو اپنے باپ کی پشت میں تھا۔ ہیثمیؒ کہتے ہیں :اس حدیث کی سند میں عطاء بن سائب ہے انہیں اختلاط ہو گیا تھا المجمع ۷۲/۱۰، ابن حجر ہیثمی کی بات کا جواب دیتے ہوئے کہتے ہیں: کیا حماد بن سلمہؒ نے اس حدیث کو عطاء بن سائب سے اختلاط سے قبل سنا ہے یا بعد میں؟ تو اس بارے میں کہا گیا ہے: انہوں نے اس حدیث کو عطاء بن سائب سے حالت صحت اور اختلاط دونوں میں سنا ہے۔ واللہ اعلم

❀ حدیث حسن رضی اللہ عنہ کی تحقیق وتخریج:

حدیث:

٤٤٥٥ وقال إِسْحَاقُ: أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ أَبِي يَحْيَى قال: كنت بين الحسن والحسين رضي الله عنهما، ومروان يشتم الحسين، والحسن ينهى الحسين رضي الله عنهما، إِذْ غَضِبَ مَرْوَانُ، فَقَالَ: أَهْلُ بَيْتٍ مَلْعُونُونَ، فغضب الحسن رضي الله عنه، وَقَالَ: أَقُلْتَ أَهْلُ بَيْتٍ مَلْعُونُونَ؟ فَوَاللَّهِ لَقَدْ لَعَنَكَ اللَّهُ وَأَنْتَ فِي صُلْبِ أَبِيكَ.

ابویحییٰ کہتے ہیں: میں حسن وحسین رضی اللہ عنہما کے درمیان تھا اور مروان حسین رضی اللہ عنہ کو گالیاں دے رہا تھا، اور حسن رضی اللہ عنہ حسین رضی اللہ عنہ کو (مروان سے الجھنے سے) منع کر رہے تھے جب کہ مروان غصے سے کہہ رہا تھا: کہ اہل بیت ملعون ہیں پس حسن رضی اللہ عنہ مروان پر غضبناک ہوکر کہنے لگے: تو نے کہا ہے کہ اہل بیت ملعون ہیں؟ اللہ کی قسم اللہ نے تجھ پر اس وقت لعنت کی ہے جب تو اپنے باپ کی صلب میں تھا۔

وَقَالَ أَبُو يَعْلَى: حدَّثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَجَّاجِ، ثنا حماد، به۔ ابویعلیٰ کہتے ہیں ہم سے حدیث بیان کی ابراہیم بن حجاج نے وہ کہتے ہیں ہم سے حدیث بیان کی حماد نے اسی طرح۔

یہ حدیث اس سند سے صحیح ہے کیونکہ تمام راوی ثقہ ہیں، اور عطاء بن سائب ثقہ ہے، آخری عمر میں اس کو اختلاط ہوگیا تھا، لیکن اس کا اختلاط اس حدیث کے لئے ضرر رساں نہیں ہے، کونکہ حماد بن سلمہ نے اس حدیث کو اختلاط سے قبل سنا ہے۔

ہیثمی نے اس حدیث کا ذکر المجمع (۵/ ۲۴۰) میں کیا ہے، اور کہا: اس حدیث کو ابویعلیٰ نے روایت کیا ہے اور یہ الفاظ ابویعلیٰ کے ہیں، اور اس حدیث کی سند میں عطاء بن سائب ہے جس کے حافظہ میں تغیر ہوگیا تھا۔

اور اسی طرح المجمع (۱۰/ ۷۲) میں اس حدیث کو ذکر کیا، اور کہا: اس حدیث کو طبرانی نے روایت کیا اور اس کی سند میں عطاء بن سائب ہے اس کو اختلاط ہوگیا تھا۔

اس حدیث کا ذکر بوصیری نے ال اِتحاف (۳/ ل ۱۲۴) میں کیا، اور اس حدیث کو اسحاق بن راہویہ اور ابویعلیٰ کی طرف منسوب کیا اور اس حدیث پر سکوت کیا۔

اس حدیث کی تخریج ابویعلیٰ نے اپنی مسند (۱۲/ ۱۳۵) میں کی مسند حسن بن علی رضی اللہ عنہ میں۔

اور اس حدیث کی تخریج طبرانی نے معجم الکبیر (۳/ ۸۵: ۲۷۴۰) میں دو مختلف طرق پر کی بواسطہ حماد بن سلمہ اسی سند اور اسی متن کے ساتھ۔

اوراس حدیث کو ابن عساکر نے اپنی تاریخ (۵۶/۲۴۴) میں اس سند سے نکالا:

قال : وأنا ابن سعد ، أنا عفان بن مسلم ، نا حمّاد بن سلمة ، أنا عطاء بن السائب ، عن أبي يحيى قال :كنت بين الحسن بن علي ، والحسين ، ومروان بن الحكم ، والحسين يسابّ مروان ، فجعل الحسن ينهى الحسين حتى قال مروان : إنّكم أهل بيت ملعونون ، قال : فغضب الحسن وقال : ويلك ، قلت : أهل بيت ملعونون ، فو الله لقد لعن الله أباك على لسان نبيّه صلى الله عليه وسلم ، وأنت في صلبه.

ابو یحییٰ کہتے ہیں: میں حسن بن علی اور حسین رضی اللہ عنہما اور مروان بن حکم کے درمیان موجود تھا اور حسین رضی اللہ عنہ مروان پر سب کر رہے تھے اور حسن رضی اللہ عنہ حسین رضی اللہ عنہ کو منع کر رہے تھے یہاں تک کہ مروان نے کہا: تم اہل بیت ملعون ہو، ابو یحییٰ کہتے ہیں: حسن مروان پر غضبناک ہوئے اور کہا: تیری بربادی ہو تو کہہ رہا ہے اہل بیت معلون ہیں، اللہ کی قسم اللہ تیرے باپ (حکم بن عاص) پر اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے لعنت کی ہے اور تو اس کی صلب میں تھا۔

قلت : لم أجده في الطبقات لابن سعد في ترجمة مروان بن الحكم، ولعله في ترجمة الحسن أو الحسين ولكنهما في الجزء الساقط من المطبوع .

المطالب العالیہ کے محقق د۔سعد بن ناصر بن عبدالعزیز الشَّثر ي کہتے ہیں طبقات ابن سعد میں میں نے مروان بن حکم کے ترجمہ میں اس روایت کو نہیں پایا، شاید یہ روایت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کے ترجمہ میں موجود ہو لیکن ان دونوں کا ترجمے کا یہ جز مطبوع جزء میں سے نہیں ہے۔

❀ لیکن یہ الگ سے کتاب الطبقات الکبری -متمم الصحابہ- الطبقہ الخامسہ کے نام سے موجود ہے اور یہ نسخہ شاملہ میں موجود ہے۔

وذكره الذهبي في تاريخ الإسلام (عهد الخلفاء) ص (٣٦٦) وفي السير (٤٧٨/٣)، وقال : " أبو يحيى النخعي مجهول " .

اور ذہبی نے اس حدیث کا ذکر تاریخ الاسلام (عہد الخلفاء) ص (۳۶۶) میں کیا شاید حسن یا حسین رضی اللہ عنہما میں سے کسی ایک کے ترجمہ میں۔ اور کہا: ابو یحییٰ مجہول ہیں۔

قلت : أبو يحيى : هو زياد المكي، كما تقدم في دراسة الإسناد، وهو ثقة .

میں (د. سعد بن ناصر بن عبد العزیز الشَّثر ي) کہتا ہوں : اُبویحییٰ یہ زیاد المکی ہیں جیسا کہ اسناد کے مطالعے میں گزر چکا ہے اور وہ ثقہ ہیں۔

امام بخاری (التاریخ الکبیر - البخاري - ٣٧٨ / ٣) میں ان کے ترجمے میں لکھتے ہیں:

١٢٧١ - زياد أبو يحيى المكي، سمعت يحيى بن معين قال حدثنا عبيدة بن حميد عن حصين، قال علي: وروى عنه عطاء بن السائب، قال عبدان عن أبي حمزة عن عطاء عن أبي يحيى بن زياد الأنصاري عن ابن عباس: اختصم رجلان إلى النبي صلى الله عليه وسلم، وقال ابن حماد حدثنا أبو عوانة عن عطاء عن زياد أبي يحيى: إني لأمشي مع حسن وحسين ومروان وكان حسين أحد من الحسن.

زیاد ابویحییٰ المکی، میں نے یحییٰ بن معین سے سنا کہتے ہیں ہم سے بیان کیا عبیدة بن حمید نے بواسطہ حصین ،علی نے کہا: ان سے روایت کی عطاء بن سائب نے، عبدان بواسطہ ابوحمزہ وہ بواسطہ عطاء وہ بواسطہ ابویحییٰ بن زیاد انصاری وہ بواسطہ ابن عباس رضی اللہ عنہما: دو آدمی جھگڑا کرتے ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے، ابن حماد کہتے ہیں ہم سے بیان کیا ابوعوانہ نے بواسطہ عطاء وہ بواسطہ ابویحییٰ روایت کرتے ہیں: میں حسن وحسین رضی اللہ عنہما اور مروان کے ہمراہ چل رہا تھا اور حسین رضی اللہ عنہ حسن رضی اللہ عنہ سے دور ہو کر چل رہے تھے۔

❁ تعلیق:

أي عن زياد وفى ترجمة زياد هذا من التهذيب (٣٣١/٣) " وعنه حصين ابن عبد الرحمن وعطاء بن السائب " وعن ابن أبي حاتم ترجمتان " زياد أبو يحيى المكي روى عن ابن عباس روى عنه عطاء بن السائب.. " وفى الترجمة انه يقال له الأعرج ومولى بنى عفراء ثم قال " زياد أبو يحيى مولى قيس بن مخرمة ويقال مولى الأنصار قال كنا عند ابن عباس ومعنا مسور ابن مخرمة كوفي روى عنه حصين بن عبد الرحمن وعطاء بن السائب " وفى التهذيب (٣٩١/٣) " زياد أبو يحيى المكي ويقال الكوفي الأعرج مولى قيس بن مخرمة ويقال مولى الأنصار " ووقع في الكنى للدولابي (١٦٥/٢) " أبو يحيى زياد الأعرج مولى ابن عباس كوفي وهو زياد المعرقب " ثم حكى عن الدوري عن ابن معين " أبو يحيى الأعرج هو زياد المعرقب مولى ابن عباس " والله أعلم -

زیاد کون سا اس زیاد کا ترجمہ تہذیب (۳/۳۳۱) میں ہے اور زیاد سے حصین ابن عبد الرحمن اور عطاء بن سائب روایت کرتے ہیں اور ابن ابی حاتم سے اس کے دو ترجمے منقول ہیں ''زیاد ابو یحیی المکی یہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں اور ان سے عطاء بن سائب روایت کرتے ہیں۔'' اور دوسرے ترجمے میں اس کو انہوں نے اعرج کہا ہے مولی بنی عفراء پھر کہا ''زیاد ابو یحیی مولی قیس بن مخرمہ ہیں اور ان کو انصار کا مولیٰ بھی کہا جاتا ہے کہتے ہیں ہم ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس تھے اور ہمارے ساتھ مسور ابن مخرمہ بھی تھے یہ کوفی ہیں ان سے حصین بن عبد الرحمن اور عطاء بن سائب نے روایت کی ہے'' اور تہذیب (۳/۳۹۱) میں ہے زیاد ابو یحیی مکی ہیں اور ان کو کوفی بھی کہا جاتا ہے الاعرج قیس بن مخرمہ کے مولی ہیں اور کہا جاتا ہے انصار کے مولیٰ ہیں'' دولابی کی الکنی (۲/۱۶۵) میں ہے ''ابو یحیی زیاد الاعرج مولیٰ ابن عباس رضی اللہ عنہما کوفی ہیں اور وہ زیاد المعرقب ہیں'' پھر بواسطہ الدوری بواسطہ یحییٰ بن معین سے بیان کیا ''ابو یحییٰ الاعرج یہ زیاد المعرقب ہیں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غلام'' واللہ اعلم۔

ابن عبد البر (الاستغناء) میں لکھتے ہیں:

أبو يحيى الثقفى الأعرج المكى . روى عن ابن عباس. اسمه زياد. روى عن عطاء بن السائب وحصين. حدثنا عبد الوارث نا قاسم نا ابن أبى خيثمة قال: سألت يحيى بن معين عن أبى يحيى الأعرج فقال : اسمه زيادة وهو مكى ثقة ليس به بأس.

اُبو یحییٰ الثقفی الاعرج المکی، ابن عباس سے روایت کرتے ہیں ان کا نام زیاد ہے۔ان سے عطاء بن سائب اور حصین نے روایت کیا ہے۔ہم سے بیان کیا عبد الوارث نے ہم سے بیان کیا ابن ابی خیثمہ نے وہ کہتے ہیں: میں نے یحییٰ بن معین سے ابو یحیی الاعرج کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے کہا: ان کا نام زیاد ہے اور وہ مکی ہیں ثقہ ہیں ان میں کوئی خرابی نہیں ہے۔

حدیث:

٤٤٥٦ - وقال إسحاق: أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ أَبِي يَحْيَى، قَالَ: كُنْتُ يَوْمًا مَعَ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ رضي الله عنهما، فَسَبَّهُمَا مَرْوَانُ سَبًّا قَبِيحًا، حَتَّى قَالَ: وَاللَّهِ إِنَّكُمْ لَأَهْلُ بَيْتٍ مَلْعُونُونَ، فَقَالَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ رضي الله عنهما أَوْ أَحَدُهُمَا: وَاللَّهِ، وَاللَّهِ، ثُمَّ وَاللَّهِ، لَقَدْ لعنك الله عزَّ وجلَّ على لسان نبيه صلى الله عليه وسلم وَأَنْتَ فِي صُلْبِ الْحَكَمِ، فَسَكَتَ مَرْوَانُ.

اسحاق بن راہویہ کہتے ہیں: أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ أَبِي يَحْيَى، کہتے ہیں: ایک دن میں حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کے ہمراہ تھا، تو مروان حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کو گندی گندی گالیاں دے رہا تھا، یہاں تک مروان نے یہ تک کہا اللہ کی قسم تم اہل بیت ملعون ہو، تو حسن وحسین رضی اللہ عنہما یا ان میں سے کسی ایک نے کہا: اللہ کی قسم، اللہ کی قسم تحقیق تجھ پر اللہ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان سے تجھ پر لعنت کی اور تو حکم کی صلب میں تھا، یہ سنتے ہی مروان خاموش ہو گیا۔

ابو یعلیٰ کہتے ہیں: حدَّثنا أبو معمر، ثنا جرير، اسی طرح حدیث بیان کی۔

لیکن یہ حدیث ضعیف ہے اس سند کے ساتھ کیونکہ اس میں جریر بن عبد الحمید ہے اس نے اس عطاء بن سائب سے اختلاط کے بعد سنا ہے لیکن جریر اس حدیث کو بیان کرنے میں منفرد نہیں ہے بلکہ اس کی اس حدیث میں متابعت حماد بن سلمہ نے کی ہے اور حماد بن سلمہ نے عطاء بن سائب سے اختلاط سے قبل احادیث سنی ہیں، اور یہ حدیث اس متابعت کی وجہ سے حسن لغیرہ کے درجہ میں ہے۔ واللہ اعلم

❁ حدیث:

٤٤٥٧ - وقال إسحاق: أخبرنا إسماعيل بن إبراهيم، عن ابْنُ عَوْنٍ، عَنْ عُمَيْرِ بْنِ إِسْحَاقَ قَالَ: كَانَ مَرْوَانُ أَمِيرًا عَلَيْنَا سِنِينَ، فَكَانَ يَسُبُّ عليًا رضي الله عنه كُلَّ جُمُعَةٍ عَلَى الْمِنْبَرِ، ثُمَّ عُزِلَ مَرْوَانُ، وَاسْتُعْمِلَ سَعِيدُ بْنُ الْعَاصِ سِنِينَ، فَكَانَ لَا يَسُبُّهُ، ثُمَّ عُزِلَ سَعِيدٌ، وَأُعِيدَ مَرْوَانُ، فَكَانَ يسبه، فقيل للحسن بن علي رضي الله عنهما: أَلَا تَسْمَعُ مَا يَقُولُ مَرْوَانُ؟ فَلَا تَرُدُّ شَيْئًا؟ فَكَانَ يَجِيءُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فَيَدْخُلُ حُجْرَةَ النَّبِيِّ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- فَيَكُونُ فِيهَا، فَإِذَا قُضِيَتِ الْخُطْبَةُ، خَرَجَ إِلَى الْمَسْجِدِ فَصَلَّى فِيهِ، ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَى أَهْلِهِ، فَلَمْ يَرْضَ بِذَلِكَ مَرْوَانُ، حَتَّى أَهْدَى لَهُ فِي بَيْتِهِ، فَإِنَّا لَجُلُوسٌ مَعَهُ، إِذْ قِيلَ لَهُ: فُلَانٌ عَلَى الْبَابِ، فَأَذِنَ لَهُ، فَدَخَلَ فَقَالَ: إِنِّي جِئْتُكَ مِنْ عِنْدِ سُلْطَانٍ، وَجِئْتُكَ بِعَزْمَةٍ، فَقَالَ: تَكَلَّمْ، فَقَالَ: أَرْسَلَ مَرْوَانُ بِعَلِيٍّ وَبِعَلِيٍّ وَبِكَ وَبِكَ، وَمَا وَجَدْتُ مَثَلَكَ إِلَّا مَثَلَ الْبَغْلَةِ، يُقَالُ لَهَا: مَنْ أَبُوكِ؟ فَتَقُولُ: أُمِّي الْفَرَسُ.

فَقَالَ: ارْجِعْ إِلَيْهِ، فَقُلْ لَهُ: وَاللَّهِ لَا أَمْحُو عَنْكَ شَيْئًا مِمَّا قُلْتَ بِأَنِّي أَسُبُّكَ، وَلَكِنْ مَوْعِدِي وَمَوْعِدَكَ اللَّهُ، فَإِنْ كُنْتَ صَادِقًا يَأْجُرُكَ اللَّهُ بِصِدْقِكَ، وَإِنْ كُنْتَ كَاذِبًا، فَاللَّهُ أَشَدُّ نِقْمَةً، قَدْ أَكْرَمَ اللَّهُ تَعَالَى جَدِّي أَنْ يَكُونَ مَثَلِي مَثَلُ الْبَغْلَةِ، ثُمَّ خَرَجَ، فلقي الحسين رضي الله عنه فِي

الْحُجْرَةِ، فَسَأَلَهُ، فَقَالَ: قَدْ أُرْسِلْتُ بِرِسَالَةٍ وَقَدْ أَبْلَغْتُهَا، قَالَ: وَاللَّهِ لَتُخْبِرَنِّي بِهَا، أَوْ لآمرن أن تضرب حتى لايدرى مَتَى يَفْرُغُ عَنْكَ الضَّرْبُ، فَلَمَّا رَآهُ الْحَسَنُ رضي الله عنه قَالَ: أَرْسِلْهُ، قَالَ: لَا أَسْتَطِيعُ، قَالَ: لِمَ؟ قَالَ: قَدْ حَلَفْتُ، قَالَ: أَرْسَلَ مَرْوَانُ بِعَلِيٍّ وَبِعَلِيٍّ وَبِكَ وَبِكَ، وَمَا وَجَدْتُ مَثَلَكَ إِلَّا مَثَلَ الْبَغْلَةِ، يُقَالُ لَهَا: مَنْ أَبُوكِ؟ فَتَقُولُ: أمي الفرس، فقال الحسين رضي الله عنه: أَكَلْتَ بَظْرَ أُمِّكَ إِنْ لَمْ تُبْلِغْهُ عَنِّي مَا أَقُولُ لَهُ، قُلْ لَهُ: بِكَ وَبِأَبِيكَ وَبِقَوْمِكَ، وَآيَةِ مَا بَيْنِي وَبَيْنِكَ أَنْ تَمْسِكَ مَنْكِبَيْكَ مِنْ لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ-.

''عمیر بن اسحاق کہتے ہیں: مروان چھ سال تک ہم پر (معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے) گورنر رہا، وہ ہر جمعہ کو منبر پر سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر سبّ وشتم کرتا تھا، پھر سعید بن عاص رضی اللہ عنہ گورنر بنے، وہ دوسال تک گورنر رہے، وہ گالم گلوچ نہیں کرتے تھے، پھر جب انہیں معزول کر کے دوبارہ مروان کو گورنر بنایا گیا تو وہ پھر سے سبّ شتم کرنے لگا۔ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ جمعہ کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حجرے میں آکر بیٹھے رہتے تھے، اور جب نماز کھڑی ہوتی تو آکر شامل ہوجاتے (تاکہ اپنے والد ماجد کی بدگوئی نہ سن سکیں)۔ مگر مروان اس پر بھی راضی نہ ہوا یہاں تک کہ اس نے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کے گھر میں قاصد کے ذریعے ان کو گالیاں دلوابھیجیں۔ ان گالیوں میں سے ایک یہ بھی تھی کہ:

''تیری مثال میرے نزدیک خچر کی سی ہے کہ جب اُس سے پوچھا جائے کہ تیرا باپ کون ہے، تو وہ کہے کہ میری ماں گھوڑی ہے!''

سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر قاصد سے کہا کہ تو اس کے پاس جا اور اس سے کہہ دے کہ:

''اللہ کی قسم، میں تجھے گالی دے کر تیرا گناہ ہلکا نہیں کرنا چاہتا۔ میری اور تیری ملاقات اللہ کے ہاں ہوگی۔ اگر تُو سچا ہے تو اللہ تجھے تیرے سچ کی جزا دے۔ اور اگر تو جھوٹا ہے تو اللہ سزا دینے میں بہت سخت ہے۔ اللہ نے میرے نانا جان کو جو شرف بخشا ہے وہ اس سے بلند ہے کہ میری مثال خچر کی سی ہو''۔

قاصد نکلا تو سیدنا حسین رضی اللہ عنہ سے اس کی ملاقات ہوگئی اور انہیں بھی اس نے گالیوں کے متعلق بتایا۔ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے اسے پہلے تو دھمکی دی کہ خبردار جو تم نے بھی میری بات مروان تک نہ پہنچائی سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تو اسے یہ بھی کہنا کہ:

''اے مروان! تو ذرا اپنے باپ اور اُس کی قوم کی حیثیت پر بھی غور کر۔ تیرا مجھ سے کیا سروکار، تو اپنے کندھوں پر اُس شخص کو اٹھاتا ہے جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لعنت کی ہے''۔

(یعنی تجھ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لعنت کی ہے)

٤٤٥٧- اس حدیث کا درجہ:

(د۔سعد بن ناصر بن عبدالعزیز الشَّثری) کہتے ہیں:

ضعيف بهذا الإسناد، فيه عمير بن إسحاق وهو ضعيف، وبقية رواته ثقات.

اس سند سے یہ روایت ضعیف (*) ہے، اس میں عمیر بن اسحاق ہے وہ ضعیف ہے، اور باقی راوی ثقہ ہیں۔

وذكره البوصيري في الإتحاف (١٢٤ ل/٣)، وعزاه لإسحاق بن راهوية وسكت عليه .

بوصیری نے اس حدیث کو الِاتحاف (۱۲۴ل/ ۳) میں ذکر کرنے کے بعد اس کو اسحاق بن راہویہ اور ابو یعلیٰ کی طرف منسوب کیا ہے اور اس حدیث پر سکوت کیا ہے۔

تخريجه:

أخرجه ابن عساكر في تاريخه (٣٤٦/١٦) من طريق ابن سعد، عن إسماعيل بن إبراهيم السدي عن ابن عون، به، بنحوه .

اس روایت کو ابن عساکر نے اپنی تاریخ (۱۶ / ۳۴۶) ابن سعد کے طریق سے بواسطہ اسماعیل بن ابراہیم السدی عن ابن عون اسی سند اور اسی کے مانند روایت کیا ہے۔

(د۔سعد بن ناصر بن عبدالعزیز الشَّثری) کہتے ہیں:

قلت : لم أجده في ترجمة مروان بن الحكم في الطبقات الكبرى, ولعله في ترجمة الحسن أو الحسين رضي الله عنهما. وهما غير موجودتين في الجزء المطبوع من الطبقات .

طبقات ابن سعد میں میں نے مروان بن حکم کے ترجمہ میں اس روایت کو نہیں پایا، شاید یہ روایت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کے ترجمہ میں موجود ہو لیکن ان دونوں کا ترجمے کا یہ جز مطبوع جزء سے میں نہیں ہے۔

*لیکن یہ الگ سے کتاب الطبقات الکبری-متمم الصحابہ-الطبقہ الخامسہ کے نام سے موجود ہے اور یہ نسخہ شاملہ میں موجود ہے۔

وذكره الذهبي بطوله في تاريخ الإسلام (٦١-٨٠) (في ترجمة مروان) (ص ٢٣١)

وسكت عليه وللحديث شواهد متعددة في لعن الرسول - صلى الله عليه وسلم - بني أُمية، تقدم تخريجها في حديث رقم (٤٤٥٤)، وعليه فإن حديث الباب بهذه الشواهد حسن لغيره، والله أعلم .

امام ذہبی نے اس حدیث کا ذکر تاریخ الاسلام میں (۶۱-۸۰) مروان کے ترجمہ میں (ص ۲۳۱) میں طوالت کے ساتھ کیا ہے اور اس حدیث پر سکوت کیا ہے اور اس حدیث کے متعدد شواہد ہیں بنوامیہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لعنت کرنے کے بارے میں اور ان شواہدات کا حدیث رقم (۴۴۵۴) کی تخریج کے ضمن میں ذکر گزر چکا ہے، اور ان شواہدات کی بنیاد پر یہ حدیث اس باب میں حسن لغیرہ * ہے۔ واللہ اعلم

(*): اس حدیث کو ڈاکٹر وصی اللہ بن محمد عباس نے صحیح الاسناد قرار دیا ہے۔ اور عمیر بن اسحاق اس روایت کو بیان کرنے میں منفرد نہیں ہے اس کی اصل صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی وہ روایت ہے جو سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ اس روایت میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر سب وشتم کرنے والے کو آل مروان کہہ کر ذکر کیا گیا ہے جبکہ آل مروان سے خود مروان کی ذات مراد ہے، جیسا کہ ہم نے احادیث کی تخریج کر کے ثابت کیا ہے۔ اور اس بارے میں ہم نے صرف روایات پر ہی اکتفاء کیا ہم نے ائمہ کے اقوال کی جانب توجہ نہیں کی جنہوں نے اپنے اقوال میں آل مروان سے مراد بذات خود مروان قرار دیا ہے۔

❀ حدیث:

٤٤٥٨ - أخبرنا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ، أنا ابْنُ عَوْنٍ، عَنْ عمير بن إسحاق، فذكره، نَحْوَهُ. وَقَالَ فِي حَدِيثِهِ: قَدْ أَكْرَمَ اللَّهُ تعالى جَدِّي أَنْ يَكُونَ مَثَلَهُ مَثَلُ الْبَغْلَةِ، قَالَ: فخرج الرسول فاستقبله الحسين رضي الله عنه، وَكَانَ لَا يَتَعَوَّجُ عَنْ شَيْءٍ يُرِيدُهُ، وَقَالَ: فقال الحسين رضي الله عنه إني قد حلفت، قال الحسن رضي الله عنه: فَأَخْبِرْهُ، فَإِنَّهُ إِذَا لَجَّ فِي شَيْءٍ لَجَّ.

وقال : فاشتد على مروان قوله رضي الله عنه جِدًّا، يَعْنِي قَوْلَهُ: "أَنْ تُمْسِكَ مَنْكِبَيْكَ" إِلَى آخره.

۴۴۵۸- اس حدیث کا درجہ:

ضعيف بهذا الإسناد، فيه عمير بن إسحاق، وهو ضعيف، وبقية رواته ثقات .

اس سند سے یہ روایت ضعیف ہے، اس میں عمیر بن اسحاق ہے اور وہ ضعیف ہے، اس حدیث کے باقی روات ثقہ ہیں۔

بوصیری نے اس حدیث کو اِل اِتحاف (۱۲۴ل/ ۳) میں ذکر کرنے کے بعد اس کو اسحاق بن راہویہ اور ابویعلیٰ کی طرف منسوب کیا ہے اور اس حدیث پر سکوت کیا ہے۔

عمیر بن اسحاق:

[۱] ابن ابي حاتم الرازي - الجرح والتعديل میں عمیر بن اسحاق کے متعلق لکھتے ہیں:

عمير بن اسحاق أبو محمد مولى بنى هاشم سمع ابا هريرة وعمرو ابن العاص والحسن بن علي روى عنه ابن عون ولا نعلم روى عنه غير ابن عون سمعت أبي يقول ذلك، نا عبد الرحمن أنا يعقوب بن إسحاق فيما كتب إلى قال أنا عثمان بن سعيد قال قلت ليحيي بن معين عمير بن اسحاق كيف حديثه ؟ فقال ثقة.

عمیر بن اسحاق ابومحمد مولی بن ہاشم انہوں نے ابوہریرۃ وعمرو ابن العاص اور حسن بن علی سے حدیث کی سماعت کی ہے۔ ان سے ابن عون نے روایت کی ہے اور ہم نہیں جانتے کہ ابن عون کے علاوہ کسی اور نے ان سے روایت کی ہو میں نے اپنے والد ابوحاتم کو ایسا ہی فرماتے ہوئے سنا ہے، ہمیں خبر دی عبد الرحمن نے ہمیں خبر دی یعقوب بن اسحاق نے جیسا کہ اس نے میری جانب لکھا کہتے ہیں ہمیں خبر دی عثمان بن سعید نے کہتے ہیں میں نے یحییٰ بن معین سے پوچھا: عمیر بن اسحاق کی حدیث کیسی ہے؟ تو یحییٰ بن معین نے فرمایا: عمیر بن اسحاق ثقہ: یعنی قابل اعتماد ہے۔

[۲] خلیفہ بن الخیاط - الطبقات میں لکھتے ہیں:

وعمير بن إسحاق. روى عنه ابن عون, يكنى أبا محمد. قال خليفة: لا أعلم أحدًا روى عنه إلا ابن عون. الطبقة الثالثة: من أبناء المهاجرين ثم من قريش:

اور عمیر بن اسحاق ان سے ابن عون روایت کرتے ہیں۔ خلیفہ کہتے ہیں: میں نہیں جانتا کہ عمیر بن اسحاق سے سوائے ابن عون کے کسی اور نے بھی روایت کی ہو۔ تیسرے طبقے کے تابعی ہیں مہاجرین کے بیٹوں میں سے ہیں قریشی ہیں۔

۳ وقال عباس الدوري، عن يحيى بن معين: لا يساوي شيئا، ولكن يكتب حديثه. قال عباس: يعني لا يعرف ولكن ابن عون روى عنه قال: فقلت ليحيى: ولا يكتب حديثه؟ فقال: بلى. (تاريخه: ٢ / ٤٥٦)

عباس الدوری یحییٰ بن معین سے روایت کرتے ہیں: یہ کسی قابل نہیں ہے، لیکن اس کی حدیث لکھی جائے۔ عباس الدوری کہتے ہیں: یحییٰ بن معین کے کہنے کا معنی یہ ہے کہ وہ معروف نہیں ہے لیکن ابن عون نے اس سے روایت کی ہے۔ عباس الدوری کہتے ہیں: میں نے یحییٰ بن معین سے پوچھا: کیا اس کی حدیث لکھی نہیں جائے؟ یحییٰ بن معین نے کہا: لکھی جائے۔ (جیسا کہ عباس الدوری نے یحییٰ بن معین سے نقل کیا: لیکن اس کی حدیث لکھی جائے، تو ہم نے بلی کا ترجمہ حدیث کے لکھنے کے اثبات میں کیا ہے)۔

مصطلح "ليسَ بشيءٍ" عند ابن معين.

بقلم: خالد الحايك.

قال في روايته لتاريخ يحيى (٢٥٠/٤): سمِعت يحيى يقول: "كان عُمَيْر بن إِسْحَاق لا يُسَاوِي شَيْئا، وَلَكِن يكْتب حَدِيثه".

قال الدوري: "يعْنِي يحيى بقوله إِنَّه (ليسَ بِشَيْء)، يَقُول: إِنَّه لا يعرف، ولكِن ابن عون روى عَنهُ، فَقلت ليحيى: ولا يكْتب حَدِيثه؟ قال: بلى".

ونقل ذلك ابن عدي في ترجمته من " الكامل " (١٣٣/٦) وفيه: "قال عباس: يعني يَحْيى بقوله (لا يساوي شيئا) أي أنه لا يعرف، ولكن ابن عون روى عَنْهُ، فقلت ليحيى: فلا يكتب حديثه؟ قالَ: بلى".

قلت: ليس بشيء = لا يساوي شيئاً، وتفسير ذلك أنه لا يعرف من تلميذه عباس الدوري لعله بسبب قرينة عنده رافقت السؤال عنه؛ لأن ابن معين إذا لم يعرف الراوي قال فيه: " لا أعرفه " كما سبق بيانه.

ويُحتمل أن تفسير الدوري لهذا المصطلح بأنه لا يعرف في هذا الراوي فقط؛ أي ليس ذلك تفسيراً للمصطلح عموماً لقرينة كما أشرنا.

وهذا الراوي لما سئل عنه الإمام مالك، قال: "لا أعرفه، وحسبكم أنه روى عنه ابن عون"، وعمير هذا مدني، نزل البصرة، وحدث عنه ابن عون البصري فقط.

ولكن نُقل عن يحيى أنه عرفه كما في رواية عثمان بن سعيد الدارمي، قال: قلت ليحيى بن معين: عمير بن إسحاق، كيف حديثه؟ فقال: "ثقة" (الجرح والتعديل: 375/6).

والسؤال: هل ابن معين لم يعرفه أولاً، ثم عرفه، فوثقه؟ أم أنه عرفه ووثقه، ثم جرحه بقوله: إنه لا شيء!

الأقرب أنه وثقه ثم جرحه بهذا المصطلح، والله أعلم.

لنک :

http://www.addyaiya.com/uin/arb/Viewdataitems.aspx...

۴ وَقَال ابن عدي: وهو ممن يكتب حديثه، وله من الحديث شيء يسير (الكامل:۲/۲۱۲) .

ابن عدی الکامل میں فرماتے ہیں عمیر بن اسحاق ان لوگوں میں سے ہیں جن کی حدیث لکھی جاتی ہے،اور ان سے بہت کم احادیث مروی ہیں۔

۵ وَقَال النَّسَائي: ليس به بأس. (تهذيب الكمال في أسماء الرجال : ۲۲/۳۷۰)

امام نسائی فرماتے ہیں: ان کے ساتھ (حدیث روایت کرنے میں) کوئی برائی نہیں ہے۔

۶ وذكره ابنُ حِبَّان فِي كتاب "الثقات" (تهذيب الكمال في أسماء الرجال : ۲۲/۳۷۰)

ابن حبان نے ان کا ذکر ثقہ راویوں میں کیا ہے۔ (الثقات:۵/۲۵٤)۔

۷ روى له البخاري في "الأدب"، والنَّسَائي.

عمیر بن اسحاق سے امام بخاری نے الادب المفرد میں روایت لی ہے اور نسائی نے بھی ان سے روایت لی ہے۔(تهذيب الكمال في أسماء الرجال:۲۲/۳۷۰)

[٨] عمير بْن إِسْحَاق أَبُو مُحَمَّد مولى لبني هاشم، سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ وَعَمْرو بْن العاص والحسن بن على رضى الله عنهم، نسبه يحيى ابن موسى، حدثنا قريش بن انس حدثنا ابن عون . (البخارى - التاريخ الكبير)

عمیر بن اسحاق ابو محمد بنو ہاشم کا مولیٰ ہے اس نے ابو ہریرۃ اور عمرو بن عاص اور حسن بن علی رضی اللہ عنہم سے حدیث سنی ہے۔

حاصل کلام:

عمیر بن اسحاق کی توثیق مروی ہے قلیل الحدیث ہے، لہٰذا اس بنیاد پر جس نے عمیر بن اسحاق کی تضعیف کی ہے وہ مسترد ہے، جرح مفسر نہیں ہے، جبکہ یحییٰ بن معین، ابو حاتم الرازی، ابن عدی، نسائی، ابن حبان نے توثیق کی ہے، امام بخاری نے الادب المفرد میں ان سے حدیث لی ہے اور ان سے سکوت کیا ہے، لہٰذا عمیر بن اسحاق پر ضعف کا حکم کالعدم ہے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر مشرق ومغرب کے منبروں اور مکہ ومدینہ کے منبروں سے لعنت کی جاتی تھی۔

یاقوت حموی معجم البلدان میں لکھتے ہیں:

قال الرهني:لعن علي بن أبي طالب ، رضي الله عنه ، على منابر الشرق والغرب ... منابر الحرمين مكة والمدينة .

سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر مشرق ومغرب کے منبروں اور مکہ ومدینہ کے منبروں سے لعنت کی جاتی تھی۔

(كتاب معجم البلدان - [الحموي، ياقوت] - ١٩١/٣).

قال أخبرنا مالك بن إسماعيل قال حدثنا سهل بن شعيب النهمي وكان نازلا فيهم يؤمهم عن أبيه عن المنهال يعني بن عمرو قال دخلت على علي بن حسين فقلت كيف أصبحت أصلحك الله فقال ما كنت أرى شيخا من أهل المصر مثلك لا يدري كيف أصبحنا فأما إذ لم تدر أو تعلم فسأخبرك أصبحنا في قومنا بمنزلة بني إسرائيل في آل فرعون إذ كانوا يذبحون

أبناءهم ويستحيون نساءهم وأصبح شيخنا وسيدنا يتقرب إلى عدونا بشتمه أو سبه على المنابر.

منہال ابن عمرو کہتے ہیں میں علی بن حسین رضی اللہ عنہما کے پاس گیا اور ان سے عرض کی: آپ کا کیا حال ہے، اللہ آپ کے کاموں کو ٹھیک کرے، علی بن حسین رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میرا خیال نہیں تھا کہ آپ جیسے اہل مصر کے بزرگ کو پتا نہ ہو کہ میرا کیا حال ہے، اب تم نے پوچھا ہے تو بتاتا ہوں: "ہماری حالت اپنی قوم کے درمیان ایسے ہی ہے کہ جیسے بنی اسرائیل کی حالت آل فرعون کے درمیان تھی، کہ ان کے بیٹوں کو قتل کر دیتے اور ان کی عورتوں کو زندہ رکھتے، اور ہمارے دشمنوں سے نزدیک ہونے کے لیے منبروں پر ہمارے بزرگ وسردار (علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ) پر سبّ وشتم کرتے ہیں"۔

(الطبقات الكبرى - محمد بن سعد - ج ٥ - الصفحة ٢١٩-٢٢٠ ، قرأت على أبي غالب بن البنا عن أبي محمد الجوهري أنا أبو عمر بن حيوية إجازة أنا سليمان بن إسحاق نا حارث بن أبي أسامة نا محمد بن سعد (٤) نا مالك بن إسماعيل نا سهل بن شعيب النهمي وكان نازلا فيهم يؤمهم عن أبيه عن المنهال يعني ابن عمرو قال دخلت على علي بن حسين - تاريخ مدينة دمشق - ابن عساكر - ج ٤١ - الصفحة ٣٩٦ ، و تهذيب الكمال ، مزي ،٤٠٠/٢٠ ترجمه امام علي بن الحسين ، و المنتخب من ذيل المذيل ، محمد بن جرير طبري ، ص ١٢٠).

مالك بن إسماعيل النهدي , الكنيه: أبو غسان:

أبو أحمد بن عدي الجرجاني : مشهور بالصدق، ومرة: في نفسه صدوق

أبو حاتم الرازي : متقن ثقة

أبو حاتم بن حبان البستي : ذكره في الثقات

أحمد بن شعيب النسائي : ثقة

أحمد بن صالح الجيلي : ثقة صحيح الكتاب

ابن حجر العسقلاني : ثقة عابد متقن صحيح الكتاب، ومرة: من كبار شيوخ البخاري مجمع على، وقد احتج به الأئمة

الذهبي : حجة عابد قانت

محمد بن عبد الله بن نمير : أحب إلى من محمد بن الصلت وأبو غسان محدث من أئمة المحدثين يحيى بن معين : ثقة، ومرة: ليس بالكوفة أتقن من أبي غسان يعقوب بن شيبة السدوسي : ثقة متقن، ومرة: ثقة ثقة، يميل إلى التشيع

سهل بن شعيب هو النهمي ذكره ابن أبي حاتم في الجرح والتعديل وسكت عنه:

قال ابن أبي حاتم في الجرح والتعديل (4/ 199): (سهل بن شعيب النهمى كوفى روى عن الشعبي وعبيد الله بن عبد الله الكندي روى عنه أبو غسان مالك بن إسماعيل وأبو داود الطيالسي سمعت أبي يقول ذلك قال أبو محمد وروى عن عبد الأعلى عن نوف روى عنه أبو داود الطيالسي وروى عن قنان بن عبد الله النهمى وروى عنه رزيق بن مرزوق المقرى

وقال الذهبي في تاريخ الإسلام (1/ 1120) (سهل بن شعيب النخعي الكوفي. وفد على عمر بن عبد العزيز. وروى عن الشعبي وبريدة بن سفيان وقنان النهمي. وعنه زريق البجلي المقرئ وأبو غسان مالك بن إسماعيل وأبو داود الطيالسي وعون بن سلام. وما علمت به بأساً)

وقد أخرج حديث الطير من طريقه ابنُ عساكر في تاريخ دمشق (42/ 257 - 258) من طريق أبي عبد الله المحاملي (أمالي المحاملي رقم: 529) نا عبد الأعلى بن واصل نا عون بن سلام أنا سهل بن شعيب عن بريدة بن سفيان عن سفينة وكان خادما لرسول الله - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - قال أهدي لرسول الله - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - طوائر قال فرفعت أم أيمن بعضها فلما أصبح أتته بها فقال ما هذا يا أم أيمن فقالت هذا بعض ما أهدي لك أمس فقال أولم أنهاك أن ترفعي لأحد أو لغد طعاما إن لكل غد رزقه ثم قال اللهم أدخل أحب خلقك إليك يأكل معي من هذا الطير فدخل علي فقال اللهم وإلي إليَّ.

في تاريخ الإسلام للذهبي 9/ 413: ((سهل بن شعيب النخعي الكوفي وفد على عمر بن عبد العزيز وروى عن الشعبي وبريدة بن سفيان وقنان النهمي وعنه زريق البجلي المقرئ وأبو غسان مالك بن إسماعيل وأبو داود الطيالسي وعون بن سلام وما علمت به بأساً) اهـ.

وأورده ابن أبي حاتم في الجرح والتعديل وسكت عنه 4/ 199 فقال في ترجمته: (859 سهل بن

شعيب النهمى كوفى روى عن الشعبي وعبيد الله بن عبد الله الكندي روى عنه أبو غسان مالك بن إسماعيل وأبو داود الطيالسي سمعت أبي يقول ذلك قال أبو محمد وروى عن عبد الأعلى عن نوف روى عنه أبو داود الطيالسي وروى عن قنان بن عبد الله النهمى وروى عنه رزيق بن مرزوق المقرى).اهـ

محمد ابن ابراہیم الوزیر الیمانیؒ لکھتے ہیں:

روايتهم لفضائل علي وفضائل أهل البيت في أيام بني أمية وهو يلعن على المنابر ولا يروي فضائله إلا من خاطر بروحه .

نختم بقول زين العابدين علي بن الحسين بن أبي طالب فقد نقل عنه الحافظ المزي في تهذيب الكمال ٢٠/٤٠٠ (وأصبح شيخنا وسيدنا يتقرب إلى عدونا بشتمه أو سبه على المنابر).

بنی امیہ کی حکومت میں علی رضی اللہ عنہ اور اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین کے فضائل کو نقل کرنا، ایک غیر ممکن اور متضاد کام تھا، کیونکہ بنی امیہ ان پر منبروں سے لعنت کرتے تھے اور فضائل کا نقل کرنا اور سبّ ولعن آپس میں ایک جگہ اکٹھے نہیں ہو سکتے۔

اور ہم اس بحث کا زین العابدین علی بن حسین بن ابی طالب کے قول سے اختتام کرتے ہیں جسے حافظ مزی نے تہذیب الکمال ۲۰/ ۴۰۰ میں نقل کیا ہے:

''اور ہمارے دشمنوں سے نزدیک ہونے کے لیے منبروں پر ہمارے بزرگ وسردار (علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ) پر سبّ وشتم کرتے ہیں''۔

(العواصم والقواصم في الذب عن سنة أبي القاسم ٢/٤٠٠ ، ابن الوزير ، ط الثالثة ، مؤسسه الرسالة ، بيروت ، ١٤١٥هـ).

ابن عساکر سیدنا علی بن حسین رضی اللہ عنہما کا قول نقل کرتے ہیں:

أخبرنا ابو طاهر محمد بن محمد، وابو الفضل محمد بن سليمان بن الحسن بن عمرو العبدي، قالا: أنبأنا ابو بكر محمد بن علي ابن حامد الشاشي الفقيه، أنبأنا منصور بن نصر بن عبد الرحيم، أنبأنا الهيثم بن كليب، أنبأنا ابو بكر ابن أبي خيثمة، أنبأنا ابن الإصبهاني- وهو محمد

بن سعيد- أنبأنا شريك، عَن مُحَمَّد بن إِسْحَاق، عَن عمر بن علي بن الحسين : عن علي بن الحسين قال: قال مروان بن الحكم: ما كان في القوم احد ادفع عن صاحبنا من صاحبكم- يعني عليا عن عثمان!!! - قال: قلت (له) : فما لكم تسبونه على المنابر؟! قال : لا يستقيم الأمر إلا بذلك.

سیدنا علی بن حسین رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

" مروان بن حکم نے کہا کہ لوگوں میں کوئی ایسا نہ تھا کہ جو عثمان رضی اللہ عنہ کا علی رضی اللہ عنہ کی طرح دفاع وحمایت کرتا، جیسا کہ علی رضی اللہ عنہ نے کیا تھا "

میں نے کہا: "تم کیوں انہیں منبروں سے گالیاں دیتے ہو؟"

مروان نے کہا:

" اس کام کے بغیر ہماری حکومت محکم وباقی نہیں رہ سکتی"۔

(تاريخ مدينة دمشق -٤٢/٤٣٨- علي بن أبي طالب ، انساب الأشراف - البلاذري - الصفحة ١٨٤، قال في شرح المختار (٢٣١) من النهج وروى الاسكافي، عن محمد بن سعيد الاصفهاني، عَن شريك، عَن مُحَمَّد بن إِسْحَاق، عَن عمرو بن علي بن الحسين، عن ابيه علي بن الحسين قال: قال لي مروان : .... ، رواه ابن أبي خيثمة بإسناد قوي ، عن عمر).

امام ذہبی تاریخ الاسلام میں لکھتے ہیں:

وروي عُمَر بْن عَلِيّ بْن الْحُسَيْنِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ مروان: مَا كان في القوم أدفع عَنْ صاحبنا من صاحبكم- يعني عليّا- عن عثمان، قال:فَقُلْتُ: مَا بالُكُم تسُبُّونه على المنابر! قَالَ: لَا يستقيم الأمر إلّا بذلك. رواه ابن أبي خَيْثَمَة. بإسناد قويٍّ، عَنْ عُمَر.

عمر بن علی بن حسین رضی اللہ عنہم اپنے والد علی بن حسین رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں:

" مروان بن حکم نے کہا کہ لوگوں میں کوئی ایسا نہ تھا کہ جو عثمان رضی اللہ عنہ کا علی رضی اللہ عنہ کی طرح دفاع وحمایت کرتا، جیسا کہ علی رضی اللہ عنہ نے کیا تھا "

علی بن حسین ن رضی اللہ عنہما نے کہا: ''تم کیوں انہیں منبروں سے گالیاں دیتے ہو؟''

مروان نے کہا:

'' اس کام کے بغیر ہماری حکومت محکم و باقی نہیں رہ سکتی''۔

اس اثر کو نقل کرنے کے بعد امام ذہبیؒ فرماتے ہیں:

رواه ابن أبي خَيْثَمَة. بإسناد قويٍّ، عَنْ عُمَر

اس کو ابن ابی خیثمہ نے قوی سند کے ساتھ عمر بن علی سے روایت کیا ہے۔

تاریخ الاسلام کے محقق شیخ محمد باقر محمودی کہتے ہیں:

[أخرجه البلاذري في أنساب الأشراف- ص٨٥،١٨٤ انظر الجزء الخاص بترجمة عَلِيّ بْن أَبِي طَالِب رَضِيَ اللَّهُ عَنْه، تحقيق الشيخ محمد باقر المحمودي- طبعة مؤسسة الأعلمي ببيروت ١٣٩٤ هـ. / ١٩٧٤].

(كتاب تاريخ الإسلام ت تدمري ـ [الذهبي، شمس الدين] ـ ٤٦١/٣)

تاریخ ابن ابی خیثمہ میں یہ روایت اس سند کے ساتھ ہے:

٣٩٠١- حَدَّثَنَا ابْنُ الأَصْبَهَانِيِّ، قَالَ: أنا شَرِيكٌ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ عُمَر بْنِ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْن؛ قَالَ: قَالَ لِي مَرْوَان بْنُ الْحَكَمِ: مَا كَانَ فِي الْقَوْم أحدٌ أَدْفَعَ عَنْ صَاحِبِنَا؛ - يَعْنِي: عُثْمَان بْنَ عَفَّان - مِنْ صَاحِبِكُمْ - يَعْنِي: عَلِيّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ، قُلْتُ: فَمَا بَالُكُمْ تَسُبُّوهُ عَلَى الْمَنَابِرِ؟ قَالَ: لا يَسْتَقِيمُ الأَمْرُ إِلاّ بِذَاكَ.

عمر بن علی بن حسین رضی اللہ عنہم اپنے والد علی بن حسین رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں:

'' مروان بن حکم نے کہا کہ لوگوں میں کوئی ایسا نہ تھا کہ جو عثمان رضی اللہ عنہ کا علی رضی اللہ عنہ کی طرح دفاع وحمایت کرتا، جیسا کہ علی رضی اللہ عنہ نے کیا تھا ''

علی بن حسین رضی اللہ عنہما نے کہا: ''تم کیوں انہیں منبروں سے گالیاں دیتے ہو؟''

مروان نے کہا:

" اس کام کے بغیر ہماری حکومت محکم و باقی نہیں رہ سکتی"

(كتاب التاريخ الكبير لابن أبي خيثمة - السفر الثاني - ط الفاروق - [ابن أبي خيثمة] - ٢/٩١٧).

ابن حجر عسقلانی تہذیب التہذیب میں لکھتے ہیں:

وقال أحمد بن سعيد الدارمي عن أحمد بن سليمان المروزي سمعت اسماعيل بن عياش قال عادلت حريز بن عثمان من مصر إلى مكة فجعل يسب عليا ويلعنه.

وقال الضحاك (١) ابن عبد الوهاب وهو متروك متهم حدثنا اسماعيل بن عياش سمعت حريز بن عثمان يقول هذا الذي يرويه الناس عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قال لعلي أنت مني بمنزلة هارون من موسى، حق ولكن أخطأ السامع قلت فما هو فقال إنما هو أنت مني بمنزلة قارون من موسى قلت عمن ترويه قال سمعت الوليد بن عبدالملك يقوله وهو على المنبر.

احمد بن سعید دارمی بواسطہ سلیمان مروزی روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں میں نے اسماعیل بن عیاش سے سنا کہتے ہیں:

"میں مصر سے مکہ تک حریز کا ہمسفر تھا، وہ راستے میں علی کو گالیاں دیتا اور ان پر لعنت کرتا رہا"

ضحاک ابن عبدالوہاب وہ متروک اور متہم ہیں کہتے ہیں ہم سے اسماعیل بن عیاش نے بیان کیا اسماعیل بن عیاش کہتے ہیں: میں نے حریز بن عثمان سے سنا وہ کہہ رہا تھا: یہ روایت کہ جو تم لوگوں کے لیے نقل کرتے ہو کہ رسول اللہ نے علی سے فرمایا: تمہاری مجھ سے وہی نسبت ہے جو ہارون کو موسی سے تھی، اس کی سند صحیح ہے لیکن راوی نے سننے میں غلطی کی ہے!!!

اسماعیل بن عیاش کہتے ہیں میں نے کہا پھر صحیح کیا ہے؟ حریز نے کہا: پیغمبر نے فرمایا تھا: تمہاری مجھ سے وہی نسبت ہے جو قارون کی موسی سے تھی!!!

اسماعیل نے کہا: تم اس کو کس سے نقل کر رہے ہو؟

حریز نے کہا: میں نے اسے ولید ابن عبدالملک سے سنا ہے کہ وہ اسے منبر سے بیان کر رہا تھا!!!

(تهذيب التهذيب ، المؤلف : ابن حجر العسقلاني : ٢/٢٠٩).

(١) : ليس في كتب الضعفاء من اسمه الضحاك بن عبد الوهاب وفيما ذكره نظر وصوابه عبد الوهاب بن الضحاك وهو ثقة عند بقي بن مخلد اه هامش الاصل.

کتاب الضعفاء میں ضحاک بن عبدالوہاب نہیں ہے جو اس بارے میں ذکر کیا گیا ہے اس میں نظر ہے اور صحیح بات یہ ہے عبدالوہاب بن ضحاک ہے اور وہ ثقہ ہے بقی بن مخلد کے نزدیک انتہی۔

خطیب بغدادی تاریخ بغداد میں حریز بن عثمان کے ترجمے میں لکھتے ہیں:

أنبأنا أَبُو بَكْرٍ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَلِيِّ بْنِ حمويه بن أبرك الهمذاني- بها- أنبأنا أحمد ابن عبد الرّحمن الشّيرازي حَدَّثَنَا أَبُو حَفْصٍ عُمَرُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ مؤنس بن نعيم البغداديّ- بها- حَدَّثَنِي أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عبد الله المالكيّ حدّثنا عبد الوهّاب بن الضّحاك حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ قَالَ سَمِعْتُ حَرِيزَ بْنَ عُثْمَانَ. قَالَ:

هَذَا الَّذِي يَرْوِيهِ النَّاسُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِعَلِيٍّ: " أَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى" حَقٌّ وَلَكِنْ أَخْطَأَ السَّامِعُ، قُلْتُ: فَمَا هُوَ؟ قَالَ: إِنَّمَا هو أنت منى مكان قارون مِنْ مُوسَى. قُلْتُ: عَمَّنْ تَرْوِيهِ؟ قَالَ سَمِعْتُ الْوَلِيدَ بْنَ عَبْدِ الْمَلِكِ يَقُولُهُ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ.

قلت: عَبْد الوهاب بْن الضحاك كَانَ معروفا بالكذب فِي الرواية، وَلا يصح الاحتجاج بقوله.

ضحاک ابن عبدالوہاب کہتے ہیں ہم سے اسماعیل بن عیاش نے بیان کیا اسماعیل بن عیاش کہتے ہیں: میں نے حریز بن عثمان سے سنا وہ کہہ رہا تھا: یہ روایت کہ جو تم لوگوں کے لیے نقل کرتے ہو کہ رسول اللہ نے علی سے فرمایا: تمہاری مجھ سے وہی نسبت ہے جو ہارون کو موسی سے تھی، اس کی سند صحیح ہے لیکن راوی نے سننے میں غلطی کی ہے!!!

اسماعیل بن عیاش کہتے ہیں میں نے کہا پھر صحیح کیا ہے؟ حریز نے کہا: پیغمبر نے فرمایا تھا: تمہاری مجھ سے وہی نسبت ہے جو قارون کی موسی سے تھی!!!

اسماعیل نے کہا: تم اس کو کس سے نقل کر رہے ہو؟

حریز نے کہا: میں نے اسے ولید ابن عبدالملک سے سنا ہے کہ وہ اسے منبر سے بیان کر رہا تھا!!!

خطیب بغدادی اس روایت کے عقب میں لکھتے ہیں: عبد الوہاب بن ضحاک * جھوٹ گھڑنے میں معروف ہے۔اس کے قول سے احتجاج کرنا صحیح نہیں ہے۔

(كتاب تاريخ بغداد وذيوله ط العلمية - [الخطيب البغدادي] - ٨/٢٦٢).

حریز بن عثمان کو محدثین نے ثقہ کہا ہے ان کے ترجمے میں یہ بات معروف ہے کہ یہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر لعنت کرتے تھے اوران کا ذکر برائی کے ساتھ کرتے تھے لیکن کچھ ایسی روایات ان سے منقول ہیں کہ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اس فعل سے رجوع کرلیا تھا۔واللہ اعلم

ناصبیت کی انتہاء امام ابن حبان فرماتے ہیں:

قال ابن حبان لست أعرف علي بن الجهم هذا من هو قلت وأما علي بن الجهم بن بدر بن محمد بن مسعود بن أسد بن أدينه الساجي الشاعر في أيام المتوكل فكان مشهورا بالنصب كثيرا الحط على علي وأهل البيت وقيل أنه كان يلعن أباه لم سماه عليا.

ابن حبان کہتے ہیں میں نہیں جانتا کہ علی بن جہم کون ہے؟ میں کہتا ہوں: یہ جو علی بن جہم بن بدر بن محمد مسعود بن اسد بن ادینہ الساجی ہے متوکل کے دور کا شاعر ہے نصب میں بہت مشہور تھا یہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ اوراہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ دشمنی کرنے میں مشہور تھا اور کہا جاتا ہے وہ اپنے باپ پر اس وجہ سے لعنت کرتا تھا کہ اس نے اس کا نام علی کیوں رکھا۔

(لسان الميزان : العسقلاني، ابن حجر ٤/٢١٠).

امام ذہبی فرماتے ہیں:

رُوِيَ عَنْ أَبِي حُصَيْنٍ: أَنَّ الحَجَّاجَ اسْتَعْمَلَ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بنَ أَبِي لَيْلَى عَلَى القَضَاءِ، ثُمَّ عَزَلَهُ، ثُمَّ ضَرَبَهُ لِيَسُبَّ أَبَا تُرَابٍ -رَضِيَ اللهُ عَنْهُ- وَكَانَ قَدْ شَهِدَ النَّهْرَوَانَ مَعَ عَلِيٍّ.

ابو حصین سے روایت ہے کہ: حجاج نے عبد الرحمن ابن ابی لیلی کو، کہ جو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ نہروان میں شرکت کرنے والوں میں سے تھے، قاضی مقرر کیا اور پھر انہیں عہدہ قضاء سے معزول کردیا پھر انہیں اس بات پر ضرب لگاتا تھا تاکہ وہ علی رضی اللہ عنہ کو گالیاں دے۔

(كتاب سير أعلام النبلاء ط الرسالة - [الذهبي، شمس الدين] - ٤/٢٦٧).

سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر لعنت کر کے مجلس کا اختتام کرنے کا واقعہ:

[٢٨١٢] ح في نسخة ما شافهني به أبو عبد الله الخلال أنبأنا أبو القاسم بن مندة أنبأنا أحمد بن عبد الله إجازة قال أنبأنا إبراهيم وأنبأنا أبو طاهر بن مسلمة أنبأنا علي بن محمد قالا أنبأنا أبو محمد بن أبي حاتم قال (٣) جنادة بن أبي خالد الدمشقي رروى عن أبي شيبة المهري ومكحول روى عنه زيد بن أبي أنيسة سمعت أبي يقول ذلك قرأت على أبي الحسن علي بن المسلم الفقيه عن أحمد بن إبراهيم بن أحمد الرازي أنبأنا هبة الله بن إبراهيم بن محمد أنبأنا علي بن الحسين بن بندار أنبانا أبو عروبة الحراني في الطبقة الثانية من التابعين من أهل الجزيرة جنادة بن أبي خالد كان ينزل الرها أنبأنا إسحاق بن زيد الخطابي نبأنا عبد الله بن جعفر فذكر حديث بشر المشائين ح ثم قال ولزيد عنه رواية أخرى انتهى أخبرنا أبو البركات الأنماطي أنبأنا أبو الفضل بن خيرون أنبانا أبو العلاء الواسطي أنبأنا أبو بكر محمد بن أحمد (٤) أنبأنا الأحوص بن المفضل بن غسان الغلابي (٥) أنبأنا أبي قال سألت (٦) عن حديث حدثنا به عبد الله بن جعفر نبأنا عبد الله بن عمرو عن زيد عن جنادة بن أبي خالد عن مكحول قال كان هذا رهاوي كان على الطراز مع هشام بن عبد الملك وأسمه على الرقم قرأت بخط أبي القاسم تمام بن محمد وأنبأنا أبو القاسم النسيب عن أبي عليالأهوازي أنبأنا أبو تمام بن محمد أنبأنا أبو الحسن علي بن بشر بن علان الحراني قال جنادة بن أبي خالد يكنى بأبي الخطاب رهاوي يروي عن مكحول حدث عنه زيد بن أبي أنيسة وكان على الطراز مع هشام بن عبد الملك واسمه على الرقم وخطة جنادة بالرها معروفة وله عقب لهم صلاح وسير انتهى أخبرنا أبو القاسم الشحامي أنبأنا أبو الحسن علي بن محمد الدورقي أنبأنا أبو حاتم محمد بن حبان البستي قال (١) جنادة بن أبي أمية من التابعين أقدم من مكحول وجنادة بن أبي خالد من أتباع التابعين جميعا شاميان اثنان (٢) انتهى قرأت على أبي محمد السلمي عن أبي نصر بن ماكولا قال (٣) وجنادة بن أبي خالد عن أبي شيبقلنا لعمرو بن عنبسة (٤) روى عنه زيد بن أنيسة فقال كان على الطراز مع هشام بن عبد الملك واسمه على الرقم ١٠٨٥جنادة بن عمرو بن الجنيد بن عبد الرحمن ابن عمر بن الحارث بن خارجة بن سنان بن أبي حارثة ابن مرة بن نشبة بن غيظ (٥) بن مرة حدث جنادة بن عمرو عن أبيه عمرو بن الجنيد حكى عنه بشر بن عبد الوهاب مولى بني أمية قرأت على أبي محمد السلمي عن

عبد العزيز بن أحمد أنبأنا تمام بن محمد أنبأنا بن سليمان بن يوسف الربعي نبأنا محمد بن الفضل بن الفيض نبأنا بشر بن عبد الوهاب حدثني جنادة بن عمرو بن الجنيد بن عبد الرحمن المري عن أبيه عن جده الجنيد بن عبد الرحمن قال دخلت من حوران آخذ عطائي فصليت الجمعة ثم خرجت إلى باب الدرج فإذا عليه شيخ يقال له أبو شيبة القاص يقص على الناس فرغب فرغبنا وخوف فبكينا فلما انقضى حديثه قال اختموا مجلسنا بلعن أبي تراب فلعنوا أبا تراب عليه السلام فالتفت عن يميني فقلت له فمن أبو تراب قال علي بن أبي طالب ابن عم رسول الله (صلى الله عليه وسلم) وزوج ابنته وأول الناس إسلاما وأبو الحسن والحسين فقلت ما أصاب هذا القاص فقمت إليه وكان ذا وفرة فأخذت وفرته بيدي وجعلت ألطم وجهه وأنطح برأسه الحائط وصاح واجتمع أعوان المسجد فوضعوا ردائي في رقبتي وساقوني حتى أدخلوني على هشام بن عبد الملك وأبو شيبة يقدمني فصاح يا أمير المؤمنين قاصك وقاص آبائك وأجدادك أتى إليه اليوم أمر عظيم قال من فعل بك هذا فالتفت إلى هشام وعنده أشراف الناس فقال أبو يحيى متى قدمت فقلت أمس وكنت على المصير إلى أمير المؤمنين فأدركتني الجمعة فصليت وخرجت إلى باب الدرج فإذا هذا الشيخ قائم يقص فجلست إليه فقرأ فسمعنا فرغب من رغب وخوف من خوف ودعا فأمنا وقال في آخر كلامه اختموا مجلسنا بلعن أبي تراب فسألت من أبو تراب فقيل علي بن أبي طالب أول الناس إسلاما وابن عم رسول الله (صلى الله عليه وسلم) وأبو الحسن والحسين وزوج ابنة رسول الله (صلى الله عليه وسلم) فوالله يا أمير المؤمنين لو ذكر هذا قرابة لك بمثل هذا الذكر ولعنه بمثل هذا اللعن لأحللت به الذي أحللت به فكيف لا أغضب لصهر رسول الله (صلى الله عليه وسلم) وزوج ابنته قال فقال هشام بئس ما صنع ثم عقد لي على السند ثم قال لبعض جلسائه مثل هذا لا يجاورني ها هنا فيفسد علينا البلد فباعدته إلى السند فقال لنا بشر بن عبد الوهاب وهو ممثل على باب السند بيده اليمنى سيف وبيده اليسرى كيس يعطي منه ومات الجنيد بالسند فقال فيه الشاعر ذهب الجود والجنيد جميعا * فعلى الجود والجنيد السلام (١) *

جنید ابن عبد الرحمن کہتے ہیں: میں بیت المال سے اپنا حصہ لینے کے لیے حوران سے شہر آیا، میں نے جمعہ کی نماز پڑھی، پھر میں باب درج کی طرف گیا، وہاں ابو شیبہ نامی ایک بوڑھا شخص لوگوں کو قصے سنا رہا تھا،

اس نے لوگوں کو آخرت پر توجہ دینے کا کہا تو ہم نے بھی آخرت پر توجہ دی اور اس نے ہمیں عذاب سے ڈرایا تو ہم نے گریہ آہ وزاری کیا۔ جب اس نے اپنی بات کو ختم کیا تو کہا: اپنی اس مجلس کو ابوتراب پر لعنت کرنے کے ساتھ ختم کرو، پس سب نے ابوتراب پر لعنت کی پھر میں نے اپنی دائیں طرف بیٹھے شخص سے پوچھا ابوتراب کون ہے؟ اس نے جواب دیا: وہ علی ابن ابی طالب، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچازاد بھائی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی کے شوہر ہیں اور وہ سب سے پہلے اسلام لائے تھے اور وہ حسن و حسین رضی اللہ عنہما کے والد ہیں۔ یہ سن کر میں نے اس شخص سے کہا: قصہ سنانے والے بوڑھے نے غلط بات کی ہے، پھر میں نے اٹھ کر اس بوڑھے کو داڑھی سے پکڑ کر اسے تھپڑ مارتے ہوئے اس کے سر کو دیوار پر دے مارا، اس نے فریاد کرنا شروع کر دی، اس کے ساتھی مسجد سے باہر آ کر ہمارے گرد جمع ہو گئے اور انھوں نے میری چادر کو میری گردن میں ڈال کر مجھے کھینچتے ہوئے ہشام ابن عبدالملک کے پاس لے گئے، اس حالت میں کہ وہ بوڑھا ابوشیبہ میرے آگے چیختا ہوا کہہ رہا تھا: اے امیر المؤمنین آپ کے اور آپ کے آباء واجداد کے قصے سنانے والا عظیم مصیبت سے دوچار ہو گیا ہے۔ ہشام نے کہا: کس نے تمہارے ساتھ ایسا کیا ہے؟ میں نے ہشام کے اطراف میں بیٹھے ہوئے اشراف کی طرف دیکھا، وہاں پر ابویحییٰ بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے مجھ سے کہا: کب آئے ہو؟ میں نے کہا: گذشتہ کل اور میں چاہتا تھا کہ امیر المؤمنین (ہشام) کے پاس آؤں، پھر میں نماز جمعہ پڑھنے کے لیے گیا، نماز جمعہ سے فارغ ہو کر میں باب درج کی طرف گیا تو وہاں میں نے ایک بوڑھے کو دیکھا کہ جو کھڑا ہو کر لوگوں کو قصے سنا رہا تھا، یہ دیکھ کر میں بھی وہاں بیٹھ گیا اور اس کی باتیں سننے لگا باتوں کے آخر میں اس نے کہا: ہم اپنی اس محفل کو ابوتراب پر لعنت کرنے کے ساتھ ختم کرتے ہیں، میں نے سوال کیا ابوتراب کون ہے؟ اس نے جواب دیا وہ علی ابن ابی طالب، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچازاد بھائی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی کے شوہر ہیں اور وہ سب سے پہلے اسلام لائے تھے اور وہ حسن و حسین رضی اللہ عنہما کے والد ہیں۔ پس اللہ کی قسم اے امیر المؤمنین اگر کوئی آپ کے کسی رشتے دار پر لعنت کرے تو آپ اس کے ساتھ بھی بالکل میرے والا کام کرتے، پس کیسے رسول اللہ کے داماد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی بیٹی کے شوہر کے لیے میں غصہ نہ کروں؟! ہشام نے کہا: اس نے کتنا برا کام کیا ہے! پھر اس نے مجھے سندھ پر مقرر کر دیا پھر اس نے اپنے بعض ساتھیوں سے کہا: ایسے شخص کو یہاں میرے قریب نہ آنے دینا، ہمارے لیے ملک برباد ہو جائے گا۔ پس میں نے اسے سندھ واپس بھیج دیا ہے۔ پس ہم سے بشر بن عبدالوہاب نے کہا اور وہ باب سند پر نمائندہ مقرر تھا اس کے دائیں ہاتھ میں تلوار ہے اور بائیں ہاتھ میں ایک تھیلا ہے جس سے وہ دیتا ہے۔ اور جنید کی موت سندھ میں ہوئی، اس کے بارے میں شاعر نے کہا سخاوت اور جنید دونوں چلے گئے اور سخاوت اور جنید پر سلام ہو۔

(كتاب تاريخ دمشق لابن عساكر - [ابن عساكر، أبو القاسم] - ٢٨٩/١١)

اموی حکمران ولید بن عبدالملک بن مروان سیدنا علی کو واقعہ افک میں متہم کرتا تھا:

ابونعیم الاصبہانی فرماتے ہیں:

حدثنا أحمد بن محمد بن الحسن ، ثنا محمد بن إسحاق الثقفي ، ثنا إسماعيل بن موسى السعدي ، ثنا ابن عيينة ، عن الزهري ، قال : كنت عند الوليد بن عبد الملك فتلا هذه الآية : والذي تولى كبره منهم له عذاب عظيم قال : نزلت في علي بن أبي طالب كرم الله وجهه ، قال الزهري : أصلح الله الأمير ، ليس كذا أخبرني عروة ، عن عائشة رضي الله تعالى عنها ، قال : وكيف أخبرك ؟ قال : أخبرني عروة ، عن عائشة رضي الله تعالى عنها أنها نزلت في عبد الله بن أبي ابن سلول المنافق .

امام زہری روایت کرتے ہیں کہ: میں ولید ابن عبدالملک کے پاس تھا، اس نے یہ آیت پڑھی " والذی تولى كبره منهم له عذاب عظيم "اور کہا: یہ آیت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے، زہری نے کہا: اللہ امیر کی اصلاح فرمائے، نہیں یہ ایسا نہیں ہے۔ عروہ نے اس بارے میں مجھے خبر دی ہے اور وہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کرتے ہیں کہ یہ آیت عبداللہ بن ابی سلول منافق کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

(حلية الأولياء وطبقات الأصفياء - من الطبقة الأولى من التابعين - الزهري - رده على الوليد في آية والذي تولى كبره منهم له عذاب عظيم - ٣٦٩/٣)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے بغض کی انتہاء امام ذہبی لکھتے ہیں:

عبد الله بن محمد بن عثمان بن المختار المزني الحافظ، أبو محمد ابن السقاء الواسطي، [المتوفى: ٣٧٣هـ] محدّث واسط......ابن السقاء الحافظ الامام محدث واسط أبو محمد عبد الله بن محمد بن عثمان الواسطي ... قال السلفي سألت الحافظ خميسا الحوزي عن ابن السقاء فقال : هو من مزينة مضر ولم يكن سقاء بل لقب له ، موجوه الواسطيين وذوي الثروة والحفظ ، رحل به أبوه فأسمعه من أبي خليفة وأبي يعلى وابن زيدان البجلي والمفضل

ابن الجندي وبارك الله في سنه وعلمه ، واتفق انه أملى حديث الطير فلم تحتمله نفوسهم فوثبوا به وأقاموه وغسلوا موضعه .

عبداللہ بن محمد بن عثمان بن المختار المزنی الحافظ ابو محمد ابن السقاء الواسطی المتوفی ۳۷۳ محدثِ واسط.... ..ابن سقاء الحافظ محدث واسط ابو محمد محمد بن عبداللہ بن محمد بن عثمان واسطی.... سلفی نے کہا ہے: میں نے حافظ خمیسا حوزی سے ابن سقاء کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے کہا: مزنی ہیں، قبیلہ مضر سے تعلق ہے اور وہ سقاء نہیں تھے بلکہ وہ اس لقب سے مشہور ہو گئے تھے، وہ واسط کے بہت معروف، مالدار اور اچھے حافظے کے مالک تھے، ان کے والد انہیں اپنے ساتھ سفر پر لے گئے تھے۔ انہوں نے ابوخلیفہ، ابو یعلی، ابن زیدان بجلی اور مفضل ابن جندی سے روایات کو سنا تھا، اللہ نے بھی ان کے علم اور عمر میں برکت عطا فرمائی تھی۔ ایک دن وہ حدیث طیر (جو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں روایت کی گئی ہے) کو اپنے شاگردوں کو لکھوا رہے تھا، لیکن وہ لوگ اس روایت کو برداشت نہ کر سکے، پس انہوں نے ان پر حملہ کر کے انہیں اپنی جگہ سے اٹھا دیا اور ان کے بیٹھنے کی جگہ کو پانی سے دھو دیا۔

(كتاب تاريخ الإسلام ت بشار - [الذهبي، شمس الدين] - ٨/٣٩٠ ، سير أعلام النبلاء - الطبقة الحادية والعشرون _ ابن السقاء - ٣٥٢/١٦ ، ٩٠٦ - تاريخ بغداد : ١٠ / ١٣٠-١٣٢. العبر:٣٦٥/٢. طبقات الحفاظ: ٣٨٥ . شذات الذهب : ٨١/٣ . النجوم الزاهرة: ٤ / ١٤٤-١٤٥. كتاب تذكرة الحفاظ = طبقات الحفاظ للذهبي [الذهبي، شمس الدين] ١١٧/٣)

یاقوت حموی معجم البلدان میں سیستان کے لوگوں کے بارے میں لکھتے ہیں:

قال الرهني: وأجلّ من هذا كلّه أنّه لعن علي بن أبي طالب، رضي الله عنه، على منابر الشرق والغرب ولم يلعن على منبرها إلّا مرّة، وامتنعوا على بني أميّة حتى زادوا في عهدهم أن لا يلعن على منبرهم أحد ولا يصطادوا في بلدهم قنفذا ولا سلحفاة، وأي شرف أعظم من امتناعهم من لعن أخي رسول الله، صلّى الله عليه وسلّم، على منبرهم وهو يلعن على منابر الحرمين مكة والمدينة؟

رہنی نے کہا ہے: مذکورہ اوصاف سے بڑھ کر یہ ہے کہ بنی امیہ علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ پر مشرق ومغرب کے منبروں سے لعنت کیا کرتے تھے، لیکن سیستان کے علاقے میں وہ ایک مرتبہ سے زیادہ یہ کام نہ کر

سکے، انہوں نے اس بارے میں بنی امیہ کے حکم کو ماننے سے انکار کر دیا، حتیٰ کہ انہوں نے یہ عہد کیا کہ اپنے منبروں سے کسی ایک پر بھی لعنت نہیں کریں گے، اور سیہی اور نہ ہی کچھوے کا شکار کریں گے اس سے بڑھ کر اور کیا افتخار ہوگا کہ سیستان کے لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بھائی پر لعنت کرنے کے حکم کو ماننے سے انکار کر دیا، حالانکہ مکہ اور مدینہ کے منبروں سے ان پر لعنت کی جاتی تھی۔

(كتاب معجم البلدان - [الحموي، ياقوت] - ١٩١/٣)

رافعی التدوین فی اخبار قزوین میں لکھتے ہیں:

قال محمد بن زياد المذحجي: رأيت في مسجد قزوين لوحاً نقش عليه هذا مما أمر به محمد بن الحجاج، وكان عمال خالد بن عبد الله القسري وسائر عمال بني أمية يلعنون في هذا المسجد علياً رضي الله عنه حتى وثب رجل من موالي بني الجند وقتل الخطيب وانقطع اللعن من يومئذ.

محمد بن زیاد مذحجی کہتے ہیں: میں نے مسجد قزوین میں ایک تختی دیکھی جس پر نقش ونگار بنا ہوا تھا محمد بن الحجاج نے اس کام کے کرنے کا حکم دیا تھا۔ خالد ابن عبداللہ قسری اور بنی امیہ کے تمام کام کرنے والے مزدور مسجد قزوین میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر لعنت کیا کرتے تھے، حتیٰ کہ بنی الجند کے موالی میں سے ایک شخص نے مسجد کے خطیب پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا، اس دن کے بعد سے وہاں پر سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر لعنت کرنا ختم ہو گیا تھا۔

(الكتاب : التدوين في أخبار قزوين المؤلف : الرافعي ٢٠/١)

مروان بن حکم کو ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے اللہ کی لعنت کا حصہ قرار دیا

اس ضمن میں ہم صحیح بخاری میں روایت کردہ حدیث کے تحت ان احادیث کی تخریج کریں گے اور اس پر محدثین اور محققین کا حکم بھی بیان کریں گے اور اس حدیث کی تخریج بھی بیان کریں گے۔

❁ حدیث:

(٤٨٢٧) حدثنا موسى بن إسماعيل، حدثنا ابو عوانة، عن ابي بشر، عن يوسف بن ماهك، قال: كان مروان على الحجاز استعمله معاوية، فخطب، فجعل يذكر يزيد بن معاوية

لكي يبايع له بعد ابيه، فقال له عبد الرحمن بن ابي بكر شيئا، فقال: خذوه، فدخل بيت عائشة، فلم يقدروا، فقال مروان: إن هذا الذي انزل الله فيه والذي قال لوالديه اف لكما اتعدانني سورة الاحقاف آية ١٧ فقالت عائشة من وراء الحجاب:" ما انزل الله فينا شيئا من القرآن إلا ان الله انزل عذري".

ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوعوانہ نے بیان کیا، ان سے ابوبشر نے، ان سے یوسف بن ماہک نے بیان کیا کہ مروان کو معاویہ رضی اللہ عنہ نے حجاز کا امیر (گورنر) بنایا تھا۔ اس نے ایک موقع پر خطبہ دیا اور خطبہ میں یزید بن معاویہ کا بار بار ذکر کیا، تاکہ اس کے والد (رضی اللہ عنہ) کے بعد اس سے لوگ بیعت کریں۔ اس پر عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما نے اعتراضاً کچھ فرمایا۔ مروان نے کہا اسے پکڑ لو۔ عبدالرحمٰن اپنی بہن عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں چلے گئے تو وہ لوگ پکڑ نہیں سکے۔ اس پر مروان بولا کہ اسی شخص کے بارے میں قرآن کی یہ آیت نازل ہوئی تھی ”والذي قال لوالديه أف لكما أتعدانني“ کہ ”اور جس شخص نے اپنے ماں باپ سے کہا کہ تف ہے تم پر کیا تم مجھے خبر دیتے ہو۔“ اس پر عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ہمارے (آل ابی بکر کے) بارے میں اللہ تعالیٰ نے کوئی آیت نازل نہیں کی بلکہ تہمت سے میری برات ضرور نازل کی تھی۔

الدرالمنثور/تفسیر سورة الأحقاف / تفسير قوله تعالى والذي قال لوالديه أف لكما أتعدانني أن أخرج میں لکھتے ہیں:

أخرج البخاري عن يوسف بن ماهك قال : كان مروان على الحجاز استعمله معاوية بن أبي سفيان، فخطب فجعل يذكر يزيد بن معاوية لكي يبايع له بعد أبيه، فقال عبد الرحمن بن أبي بكر شيئا، فقال : خذوه . فدخل بيت عائشة فلم يقدروا عليه، فقال مروان : إن هذا الذي أنزل فيه : والذي قال لوالديه أف لكما . [ص: ٣٢٨] فقالت عائشة من وراء الحجاب : ما أنزل الله فينا شيئا من القرآن، إلا أن الله أنزل عذري .

اس کو بخاری نے یوسف بن ماہک کے واسطے سے نکالا ہے کہتے ہیں مروان کو معاویہ رضی اللہ عنہ نے حجاز کا امیر (گورنر) بنایا تھا۔ اس نے ایک موقع پر خطبہ دیا اور خطبہ میں یزید بن معاویہ کا بار بار ذکر کیا، تاکہ اس کے والد (معاویہ رضی اللہ عنہ) کے بعد اس سے لوگ بیعت کریں۔ اس پر عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما نے اعتراضاً کچھ فرمایا۔ مروان نے کہا اسے پکڑ لو۔ عبدالرحمٰن اپنی بہن عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں چلے گئے تو وہ لوگ پکڑ نہیں سکے۔ اس پر مروان بولا کہ اسی شخص کے بارے میں قرآن کی یہ آیت نازل ہوئی تھی ”

والذي قال لوالديه أف لكما أتعدانني'' کہ"اور جس شخص نے اپنے ماں باپ سے کہا کہ تف ہے تم پر کیا تم مجھے خبر دیتے ہو۔" اس پر عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ہمارے (آل ابی بکر کے) بارے میں اللہ تعالیٰ نے کوئی آیت نازل نہیں کی بلکہ تہمت سے میری برات ضرور نازل کی تھی۔

حدیث کی تخریج کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

وأخرج عبد بن حميد والنسائي، وابن المنذر ، والحاكم وصححه، وابن مردويه، عن محمد بن زياد قال : لما بايع معاوية لابنه قال مروان : سنة أبي بكر وعمر . فقال عبد الرحمن : سنة هرقل وقيصر . فقال مروان : هذا الذي أنزل الله فيه : والذي قال لوالديه أف لكما الآية . فبلغ ذلك عائشة فقالت : كذب مروان كذب مروان، والله ما هو به، ولو شئت أن أسمي الذي أنزلت فيه لسميته، ولكن رسول الله صلى الله عليه وسلم لعن أبا مروان في ومروان في صلبه، فمروان فضض من لعنة الله.

اس حدیث کو نکالا ہے عبد بن حمید اور نسائی اور ابن منذر اور حاکم نے اور حاکم نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے۔ اور ابن مردویہ نے بواسطہ محمد بن زیاد کہتے ہیں: جب معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کے لیے بیعت لی تو مروان نے کہا یہ بیعت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کے طریقے کے مطابق ہے۔ عبد الرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ فرمایا: یہ بیعت ہرقل اور قیصر کے طریقے کے مطابق لیجا رہی ہے۔ تو مروان نے کہا: یہ وہی شخص ہے جس کے بارے میں قرآن کی آیت نازل ہوئی والذي قال لوالديه أف لكما الآية۔ کہ"اور جس شخص نے اپنے ماں باپ سے کہا کہ تف ہے تم پر کیا تم مجھے خبر دیتے ہو۔" جب مروان کی یہ بات ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا تک پہنچی تو آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: مروان نے جھوٹ بولا مروان نے جھوٹ بولا، اللہ کی قسم یہ آیت عبد الرحمن کے بارے میں نہیں اتری، اگر تو چاہے تو میں اس شخص کا نام بتا سکتی ہوں جس کے بارے میں یہ آیت اتری ہے، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مروان کے باپ پر لعنت کی اور مروان اپنے باپ کی صلب میں تھا، پس مروان اللہ کی لعنت کا ایک حصہ بن گیا ہے۔

اس حدیث کی تخریج عبد بن حمید اور نسائی اور ابن المنذر اور حاکم نے کی اور اس حدیث کو صحیح کہا ہے، اور ابن مردویہ نے بواسطہ محمد بن زیاد:

❁ حدیث:

٨٤٨٣ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عُقْبَةَ الشَّيْبَانِيُّ، ثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ الْمَرْوَزِيُّ

الْحَافِظُ، ثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ الدِّرْهَمِيُّ، ثَنَا أُمَيَّةُ بْنُ خَالِدٍ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ، قَالَ: لَمَّا بَايَعَ مُعَاوِيَةُ لِابْنِهِ يَزِيدَ، قَالَ مَرْوَانُ: سُنَّةُ أَبِي بَكْرٍ، وَعُمَرَ، فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ: سُنَّةُ هِرَقْلَ، وَقَيْصَرَ، فَقَالَ: أَنْزَلَ اللَّهُ فِيكَ: {وَالَّذِي قَالَ لِوَالِدَيْهِ أُفٍّ لَكُمَا} [الأحقاف: ١٧] الْآيَةَ، قَالَ: فَبَلَغَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، فَقَالَتْ: كَذَبَ وَاللَّهِ مَا هُوَ بِهِ، وَلَكِنْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ أَبَا مَرْوَانَ وَمَرْوَانُ فِي صُلْبِهِ " فَمَرْوَانُ قَصَصٌ مِنْ لَعْنَةِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ " هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ، وَلَمْ يُخْرِجَاهُ "

محمد بن زیاد کہتے ہیں: جب معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے یزید کے لئے بیعت لی تو مروان کہنے لگا کہ یہ بیعت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کی طریقے کے مطابق ہے، تو عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: ہرقل اور قیصر کے طریقے کے مطابق یہ بیعت لیجارہی ہے، مروان نے کہا یہ وہ شخص جس کے بارے میں اللہ نے قرآن میں آیت نازل کی والذي قال لوالديه أف لكما الآية "اور جس شخص نے اپنے ماں باپ سے کہا کہ تف ہے تم پر کیا تم مجھے خبر دیتے ہو۔" جب یہ بات ام المومنین تک پہنچی تو آپ نے فرمایا: مروان نے جھوٹ کہا، مروان نے جھوٹ کہا، اللہ کی قسم یہ آیت عبدالرحمن کے متعلق نہیں ہے، اگر چاہو تو میں اس کا نام لے سکتی ہوں جس کی نسبت یہ آیت نازل ہوئی تھی، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مروان کے والد پر لعنت کی اور مروان اس کے والد کی صلب میں تھا، چنانچہ مروان، اللہ کی لعنت کا ایک حصہ ہے۔

امام حاکم کہتے ہیں یہ حدیث بخاری اور مسلم کی شرط پر صحیح ہے انہوں نے اس کی تخریج نہیں کی۔

ذہبی نے حاکم کا تعاقب کرتے ہوئے کہا: محمد زیاد نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس حدیث کو نہیں سنا اور محمد ابن زیاد القرشی الجمحی ہے جو ابوالحارث کا مولا ہے مدینہ کا رہنے والا ثقہ ثبت ہے اور حافظ مزی نے کہا ہے کہ محمد بن زیاد نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے۔ اس قول کو حافظ ابن حجر نے نقل کیا ہے: میں اس جگہ اور کوئی نص نہیں پاتا کہ انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے حدیث کو نہیں سنا سوائے ذہبی کے اس قول کے اور نہ ہی تراجم کی کتب میں کوئی نص موجود ہے۔

((انظر: الجرح والتعديل ٢٥٧/٧، تهذيب الكمال ١١٩٨/٣، والتهذيب ١٤٩/٩).

اور حاکم کی سند میں أبو بكر أحمد بن محمد بن ابراهيم الصيرفي جو الخنازيري سے پہچانا جاتا ہے خطیب بغدادی نے اس کا ذکر التاریخ (٤/ ٣٨٤) اور السمعاني نے الأنساب (١٩٩/ ٥) میں بغیر کسی جرح وتعدیل کے ذکر کیا ہے لیکن یہ اس حدیث میں منفرد نہیں ہے امام نسائی نے سنن الکبریٰ کتاب التفسیر میں (٦/ ٤٥٨: ١١٤٩١) عن علي بن الحسين، عن أُمية بن خالد، عن شعبة، عن محمَّد بن زياد قال: لما بايع معاوية لابنه (فذكر نحوه) ، وفيه: (فمروان فضض من

لعنة الله). سے اس حدیث کی تخریج کی ہے۔

حافظ ابن حجر کا قول:

١٣٨٠- (٦١٧٣) قال الحافظ: وقد وردت أحاديث في لعن الحكم والد مروان وما ولد، أخرجها الطبراني وغيره غالبها فيه مقال وبعضها جيد" (١١٧/١٦)

حافظ ابن حجر کہتے ہیں: حکم بن عاص اور اس کے بیٹے مروان پر لعنت سے متعلق احادیث وارد کی گئی ہیں ان احادیث کو طبرانی وغیرہ نے تخریج کیا ہے ان روایات میں زیادہ تر پر کلام کیا گیا ہے اور بعض روایت جید یعنی عمدہ سند کے ساتھ بیان کی گئی ہیں۔

پہلا شاہد:

اس حدیث کا شاہد وہ حدیث ہے جسے بزار نے نکالا ہے:

(کتاب انیس الساري (تخريج أحاديث فتح الباري) کے مؤلف: أبوحذيفه، نبيل بن منصور بن يعقوب بن سلطان البصارة الكويتي اور محقق: نبيل بن مَنصور بن يَعقوب البصارة کہتے ہیں:

وأما حديث عبد الرحمن بن أبي بكر فأخرجه البزار (٢٢٧٣) عن عبد الرحمن بن مغراء الكوفي وابن أبي حاتم في "التفسير" كما في "تفسير ابن كثير" (١٥٩/٤) عن يحيى بن زكريا بن أبي زائدة كلاهما عن إسماعيل بن أبي خالد أخبرني عبد الله البهي مولى الزبير قال: إني لفي المسجد حين خطب مروان، فقال: إن الله تعالى قد أرى أمير المؤمنين في يزيد رأيا حسنا، وإن يستخلفه فقد استخلف أبو بكر عمر، فقال عبد الرحمن بن أبي بكر: أهرقلية؟ إن أبا بكر والله ما جعلها في أحد من ولده ولا أحد من أهل بيته ولا جعلها معاوية في ولده إلا رحمة وكرامة لولده، فقال مروان: ألست الذي قال لوالديه: أف لكما؟ فقال عبد الرحمن: ألست ابن اللعين الذي لعن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- أباك.

قال البزار: لا نعلمه يروى عن عبد الرحمن بن أبي بكر عن النبي -صلى الله عليه وسلم- إلا من هذا الوجه"

وقال الهيثمي: رواه البزار وإسناده حسن" المجمع ٢١٤/٥.

قلت: وإسناد ابن أبي حاتم صحيح.

بواسطہ یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدۃ ان دونوں نے اسماعیل بن ابی خالد سے وہ کہتے ہیں مجھے خبر دی عبداللہ البہی نے جو مولی زبیر ہیں فرماتے ہیں: عبداللہ البہی کہتے ہیں: میں اس وقت مسجد میں موجود تھا جس وقت مروان نے مسجد میں تقریر کی تھی، جب مروان نے کہا کہ امیر المومنین نے ایک اچھی رائے سوچی ہے کہ اپنے بیٹے کو خلیفہ بنائیں کیونکہ ابوبکر رضی اللہ عنہ وعمر رضی اللہ عنہ نے بھی تو خلیفہ بنایا تھا۔ اس پر عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما نے اٹھ کر کہا یہ نہ کہو بلکہ کہو ہرقل وقیصر کے طریقے کے موافق کیونکہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خلافت کو اپنی اولاد کے لیے خاص نہیں کیا اور نہ کسی اپنے رشتے دار کے لیے ہی مقرر کیا اور معاویہ رضی اللہ عنہ یہ کام شفقت پدری کے باعث کر رہے ہیں، مروان نے کہا کیا تم وہی شخص نہیں ہو جنہوں نے اپنے والدین کو اف کہا تھا۔ عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا تم ابن اللعین نہیں ہو۔ تمہارے باپ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لعنت کی تھی۔ بزار کہتے ہیں: ہم یہ روایت بواسطہ عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما سے نبی سے اسی طریقے پر روایت کی گئی ہے۔

ہیثمی کہتے ہیں: اس روایت کو بزار نے روایت کیا ہے اور اس کی سند حسن ہے مجمع الزوائد ۲۱۴ / ۵۔

میں کہتا ہوں ابن ابی حاتم کی سند صحیح ہے۔

دوسرا شاہد:

❁ حدیث:

وأما حديث عبد الرحمن بن عوف فأخرجه الحاكم (٤/٤٧٩) من طرق عن عبد الرزاق بن هَمَّام الصنعاني حدثني أبي عن مِيْناء مولى عبد الرحمن بن عوف عن عبد الرحمن بن عوف قال: كان لا يولد لأحد مولود إلا أتى به النبي -صلى الله عليه وسلم- فدعا له، فأدخل عليه مروان بن الحكم فقال: "هو الوزغ ابن الوزغ الملعون ابن الملعون"

عبدالرحمن بن عوف رضی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جس کسی کے ہاں بھی بچہ پیدا ہوتا، وہ اس کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لاتا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے لئے دعا فرماتے، اسی طرح مروان بن حکم کو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لایا گیا، آپ نے اس کے بارے میں فرمایا: یہ وزغ بن وزغ (بزدل باپ کا بزدل بیٹا) ہے ملعون ابن ملعون (لعنتی باپ کا لعنتی بیٹا) ہے۔

امام حاکم کہتے ہیں یہ حدیث صحیح سند سے ہے لیکن امام بخاری اور مسلم نے اس کو نقل نہیں کیا۔ ذہبی نے

حاکم کی تصحیح کا تعاقب کیا اور کہا میناء کی تکذیب ابوحاتم نے کی ہے۔

دوسرا شاہد:

❀ حديث:

٤٤٥٩ - أخبرنا عبد الرزاق، ثنا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خالد، والمجالد عَنِ الشَّعْبِيِّ، قَالَ: لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَكَمَ وَمَنْ يَخْرُجُ مِنْ صلبه.

شعبی کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم بن عاص اور اس کی صلب سے پیدا ہونے والے پر لعنت کی۔

ضعيف بهذا الإسناد, لأنه مرسل، ورواته ثقات ما عدا مجالد بن سعيد فإنه ضعيف، ولكنه توبع، فقد تابعه إسماعيل بن أبي خالد (وهو ثقة) كما تقدم في إسناد هذا الحديث.

اس سند سے یہ حدیث ضعیف ہے، کیونکہ یہ مرسل ہے، مجالد بن سعید ضعیف ہے اس کے علاوہ تمام راوی ثقہ ہیں، لیکن مجالد بن سعید کی متابعت موجود ہے اسماعیل بن ابی خالد نے اس کی متابعت کی ہے اور وہ ثقہ ہے جیسا کہ اس حدیث کی سند میں ہے۔

وذكره البوصيري في الإتحاف (٣/ ل ١٢٤) ، وقال: رواه إسحاق مرسلًا، ورواته ثقات.

اس حدیث کا ذکر بوصیری نے ال اِتحاف (۳/ل ۱۲۴) میں کر کے کہا: اس حدیث کو اسحاق بن راہویہ نے مرسلا بیان کیا ہے، تمام راوی ثقہ ہیں۔

قلت: روى هذا الحديث بإسناد متصل، وقد أخرجه أحمد وغيره، انظر: الحديث القادم.

میں کہتا ہوں: یہ حدیث متصل سند کیساتھ روایت کی گئی ہے اور اسے احمد وغیرہ نے نکالا ہے۔ نیچے حدیث دیکھیں۔

❀ حديث:

٤٤٦٠ - رَوَاهُ أَحْمَدُ عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ، عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ وَمُجَالِدٍ، عن الشعبي، قال: سمعت ابن الزبير رضي الله عنه وَهُوَ مُسْتَنِدٌ إِلَى الْكَعْبَةِ، وَهُوَ يَقُولُ وَرَبِّ هذه الكعبة، فذكره.

شعبی کہتے ہیں میں نے ابن الزبیر رضی اللہ عنہما سے سنا وہ کعبہ سے ٹیک لگائے ہوتے تھے اور کہہ رہے تھے کعبہ کے رب کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم بن عاص اور اس کی صلب سے پیدا ہونے والے پر لعنت کی۔

۴۴۶۰-اس حدیث کا درجہ:

هو صحيح, لأن جميع رواته ثقات، ما عدا مجالد بن سعيد فهو ضعيف، ولكنه توبع، فقد تابعه إسماعيل بن أبي خالد وهو ثقة.

یہ حدیث صحیح ہے کیونکہ اس کے تمام راوی ثقہ ہیں مجالد بن سعید کے علاوہ اور وہ ضعیف ہے لیکن اس کی متابعت اسماعیل بن ابی خالد نے کی ہے اور وہ ثقہ ہے۔

وذكره الهيثمي في المجمع (٥/٢٤١) ، وقال: رواه أحمد والبزار. والطبراني بنحوه، وعنده رواية كرواية أحمد.

ورجال أحمد رجال الصحيح۔اس حدیث کا ذکر ہیثمی نے المجمع (۲۴۱/۵) میں کیا ہے اور کہا: اس کو احمد اور بزار اور طبرانی نے اسی طرح سے روایت کیا ہے اس کی روایت احمد کی روایت کی طرح ہے اور احمد کی حدیث کے رجال صحیح کے رجال ہیں۔

وذكره البوصيري في الإتحاف (۳/ل ۱۲۴)، وعزاه لأحمد وسكت عليه.**اس حدیث کا ذکر بوصیری نے الإتحاف (۳/ل ۱۲۴) میں کیا ہے اور اس کو احمد کی طرف منسوب کر کے اس حدیث پر سکوت کیا۔**

اس حدیث کی تخریج:

أخرجه الإمام أحمد في المسند (٤/٥) عن عبد الرزاق، به.

ولفظه: عن الشعبي قال: سمعت عبد الله بن الزُّبَيْرِ وَهُوَ مُسْتَنِدٌ إِلَى الْكَعْبَةِ وَهُوَ يَقُولُ: ورب هذه الكعبة لقد لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فلانًا وما ولد من صلبه.

وأخرجه البزّار كما في الكشف (٢/٢٤٧) ، عن أحمد بن منصور بن سيار عن عبد الرزاق، به، بنحوه.

وأخرجه الطبراني كما في المجمع (٥/٢٤١) .

وهذا الحديث شاهد لحديث رقم (٤٤٥٤) .

(المطالب العالية محققا - المجلد ١٨ - الصفحة ٢٧٠ - جامع الكتب الإسلامية).

امام احمد نے مسند (۴/۵) میں اس حدیث کی تخریج بواسطہ عبدالرزاق اسی سند ومتن کے ساتھ کی۔ اور اس کے الفاظ شعبی کے ہیں کہتے ہیں: میں نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے سنا اور وہ کعبہ سے ٹیک لگائے ہوئے تھے اور کہہ رہے تھے: اس کعبہ کے رب کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم بن عاص اور اس کی صلب سے پیدا ہونے والے پر لعنت کی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم بن عاص اموی اور جو اس کی صلب میں تھا اس پر لعنت کی اور اسے مدینہ سے طائف کی طرف جلاوطن کردیا

میں نے یہ بات برسوں پہلے کسی کتاب میں پڑھی تھا کہ حکم بن عاص اموی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجرے نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں جھانکنے کی وجہ سے اس پر لعنت کی اور اسے مدینہ سے جلاوطن کردیا تھا۔ اس کتاب میں یہ بات کسی حوالہ کے بغیر تھی کیونکہ پہلے اس طرح حوالہ جات کی جانب کوئی دھیان نہیں دیتا تھا جیسا کہ آج دیا جاتا ہے۔ جب مجھے اس واقعہ کی تحقیق کی ضرورت محسوس ہوئی تو میں نے حوالہ تلاش کرنا شروع کیا کافی تلاش وبسیار کے بعد مجھے (كتاب أنيس الساري / تخريج أحاديث فتح الباري: ١١/١٥٠٣) میں یہ عبارت ملی جسے پیش کیا جارہا ہے اور ضمن میں مزید احادیث اور عبارات ملی ہیں ملاحظہ ہوں:

وأما حديث الزهري وعطاء الخراساني فأخرجه الفاكهي من طريق حماد بن سلمة ثنا أبو سنان عن الزهري وعطاء الخراساني أنَّ أصحاب النبي -صلى الله عليه وسلم- دخلوا عليه وهو يلعن الحكم بن أبي العاص، فقالوا: يا رسول الله، ماله؟ قال: دخل عليَّ شق الجدار وأنا مع زوجتي فلانة، فكلح في وجهي" فقالوا: أفلا نلعنه نحن؟ قال: "لا، فإني أنظر إلى بنيه يصعدون منبري وينزلونه" فقالوا: يا رسول الله، ألا نأخذهم؟ قال: "لا" ونفاه رسول الله - صلى الله عليه وسلم-.أبو سنان أظنه عيسى بن سنان الحنفي وهو مختلف فيه، وعطاء صدوق، وحماد والزهري ثقتان.

ابوسنان کے بارے میں میرا گمان ہے کہ وہ عیسی بن سنان الحنفی ہے اور اس کے بارے میں محدثین کی رائے مختلف ہے اور عطا خراسانی سچا ہے، اور حماد بن سلمہ اور زہری دونوں ثقہ ہیں۔ اور یہ جو امام زہری

اور عطاء الخراسانی کی حدیث ہے جسے الفاکہی نے حماد بن سلمة ثنا أبو سنان عن الزهري وعطاء الخراساني کے طرق سے نکالا ہے کہ حماد بن سلمہ کہتے ہیں ہم سے حدیث بیان کی ابوسنان نے بواسطہ زہری اور عطاء خراسانی کے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حکم بن ابی العاص پر لعنت کر رہے تھے، صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: یا رسول اللہ! آپ اس پر لعنت کس وجہ سے کر رہے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ دیوار کے شگاف سے میرے گھر میں داخل ہو گیا تھا اور میں اپنی فلاں بیوی کے ساتھ تھا، اس نے میرے چہرے پر وار کیا، صحابہ رضی اللہ عنہم نے فرمایا: کیا ہم بھی اس پر لعنت نہ کریں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: نہیں، میں دیکھ رہا ہوں کہ بنو حکم منبر پر چڑھ رہے ہیں اور اتر رہے ہیں، صحابہ رضی اللہ عنہم نے فرمایا: اے اللہ کے رسول کیا ہم انہیں لے نہ لیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: نہیں، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم بن عاص اموی کو جلاوطن کر دیا۔

(كتاب أنيس الساري (تخريج أحاديث فتح الباري) ١٥٠٣/١١)، (الإصابة - ابن حجر - ٩١/٢)

ابن سعد حکم بن عاص اموی کے بارے میں لکھتے ہیں:

قال ابن سعد : أسلم يوم الفتح وسكن المدينة، ثم نفاه النبي صلى الله عليه وآله وسلم إلى الطائف ثم أعيد إلى المدينة في خلاقة عثمان ومات بها.

ابن سعد کہتے ہیں: فتح مکہ کے دن اسلام قبول کیا مدینہ میں سکونت اختیار کی پھر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے طائف کی جانب جلاوطن کر دیا۔ پھر یہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے عہد میں دوبارہ مدینہ لوٹا اور مدینہ ہی میں اس کی موت واقع ہوئی۔

شاہ معین الدین ندوی لکھتے ہیں:

حکم بن العاص فتح مکہ کے دن مسلمان ہوا تھا، اس کے دل میں اسلام راسخ نہیں ہوا تھا اور یہ اندرونی طور پر مسلمانوں کا دشمن تھا، اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو طائف کی طرف جلاوطن کر دیا تھا، چونکہ مروان اس وقت چھوٹا بچہ تھا، اس جلاوطنی کے نتیجہ میں وہ بھی اپنے والد کے ساتھ طائف چلا گیا تھا۔

(تاریخ اسلام : ٣٨٩ ، مؤلفہ : مولانا شاہ معین الدین ندوی)

مؤلف: محمد بن عمر بن حسین الرازی لکھتے ہیں:

(المحصول في علم اصول الفقة دراسة و تحقيق : ڈاکٹر طہ جابر فياض العلواني)

ردّ أبوبكر وعمر خبر عثمان - فيما رواه من اذن رسول الله صلى الله عليه وسلم - في ردّ الحكم بن أبي العاص حتى طالباه بمن يشهد معه به.

ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما نے عثمان رضی اللہ عنہ کی خبر ردّ کردی - جوانہوں نے حکم بن عاص کی مدینہ واپسی کے بارے میں رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اذن کے متعلق روایت کیا تھا، یہاں تک کہ وہ دونوں اس بات کے طالب ہوئے کہ اس اجازت کے بارے میں گواہ پیش کرو۔

ڈاکٹر طٰہٰ جابر فیاض العلوانی محمد بن عمر بن حسین رازی کے قول پر تعلیق لکھتے ہیں:

هو الحكم بن أبي العاص بن أمية بن عبد شمس القريشي الأموي والد مروان، وعم عثمان بن عفان - رضى الله عنه - أسلم يوم الفتح، وسكن المدينة، ثم نفاه النبي صلى الله عليه وسلم إلى الطائف ثم أعيد إلى المدينة، في خلافة عثمان - رضى الله عنه - ومات بها سنة (٣٢) هـ في خلافة عثمان. روى الطبراني من حديث حذيفة - قال ولما ولى أبوبكر كلم في الحكم أن يرده إلى المدينة، فقال: ما كنت لأحل عقدة عقدها رسول الله - صلى الله عليه وسلم - واختلف في سبب نفيه فقيل: كان يغشي ما يطلع عليه - من أسرار النبى - صلى الله عليه وسلم - والمسلمين، وقيل: غير ذلك. ولما أعاد عثمان - رضي الله عنه إلى المدينة عوتب من قبل بعض الصحابة في ذٰلك، فقال: وقد كنت شفعت فيه (أي: عند رسول الله - صلى الله عليه وسلم -) فوعدني بردّه. انظر هذا وأمور أخرى تتعلق به في الإصابة: (١/ ٣٤٥-٣٤٦) الترجمة (١٧٨١) وبهامشها الاستيعاب (١/ ٣١٧-٣١٩)۔

وأما ما أشار اليه المصنف - من ردّ أبي بكر و عمر لطلب عثمان برده - فقد قال ابن العربي في العواصم: وقال علماؤنا في جوابه: قد كان أذن له فيه رسول الله صلى الله عليه وسلم وقال (أي: عثمان) لأبي بكروعمر: فقالا له: " إن كان معك شهيد رددناه، فلما ولى قضى بعلمه في ردّه، وما كان عثمان ليصل مهجور رسول الله صلى الله عليه وسلم ولا لينقض حكمه ".

حکم بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس القریشی اموی مروان کا والد ہے، اور عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا چچا تھا، فتح مکہ کے روز اسلام لایا، اور مدینہ میں سکونت پذیر ہوا، پھر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے طائف کی طرف جلاوطن کردیا پھر یہ عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دور میں مدینہ واپس آیا، اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے

دوران ۳۲ ہجری میں مدینہ میں اس کا انتقال ہوا، طبرانی نے سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کی ہے جب ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو عثمان رضی اللہ عنہ نے حکم بن عاص کی مدینہ واپسی کی بابت بات کی تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اس گرہ کو نہیں کھولوں گا جس گرہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے باندھا ہے، اور اس کی جلاوطنی کی بابت مختلف روایات ہیں، کہا جاتا ہے کہ حکم بن عاص دھوکے سے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بعض خفیہ امور پر مطلع ہوگیا تھا، اور جلاوطنی کے اسباب میں اس کے علاوہ اور بھی کہا گیا ہے، جب عثمان رضی اللہ عنہ حکم بن عاص اموی کو مدینہ واپس لائے تو اس کو واپس لانے پر بعض صحابہ رضی اللہ عنہم ناراض ہوئے، تو عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کو مدینہ لانے کے بارے میں سفارش کی تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے اس کی واپسی کا وعدہ کیا تھا، اس سے متعلق دیگر امور کو جاننے کے لئے الاصابہ اور الاستیعاب میں تفصیل موجود ہے وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

اور مصنف نے حکم بن عاص کو مدینہ واپس لانے کی طرف ردّ کی جانب جو اشارہ کیا ہے کہ سیدنا ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما نے عثمان رضی اللہ عنہ کو منع کیا تھا تو ابن العربی العواصم میں کہتے ہیں: ہمارے علماء جواب میں کہتے ہیں: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم بن عاص کو واپس لانے کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اجازت لے لی تھی جب عثمان رضی اللہ عنہ نے اس اذن کے بارے میں ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کو مطلع کیا تو ان دونوں نے یہی فرمایا کہ اگر کوئی اس بات پر گواہ ہے تو ہم اس کو طائف سے مدینہ واپس بلا لیتے ہیں، جب عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ بن گئے تو ان کو حکم بن عاص کی مدینہ واپسی کے بارے میں جو علم تھا اس کے مطابق فیصلہ کرتے ہوئے واپس بلا لیا، عثمان رضی اللہ عنہ نے نہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کو بدلا اور نہ ہی اس کو توڑا۔

(المحصول في علم اصول الفقة مؤلف : محمد بن عمر بن حسين الرازى / تحقيق : ڈاکٹر طه جابر فياض العلوانى (٣٨٠/٤).

حکم بن عاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات مبارکہ اور خلافت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے دور میں جلاوطن رہا:

ولم يزل منفيًا حياة النبي صَلَّى الله عليه وسلم فلما ولي أبو بكر الخلافة، قيل له في الحكم ليرده إلى المدينة، فقال: ما كنت لأحل عُقْدَةً عقدها رسول الله صَلَّى الله عليه وسلم، وكذلك عمر، فلما ولي عثمان رضي الله عنهما الخلافة رده، (الإصابة ٤٨/٢)

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات مبارکہ میں حکم بن عاص اموی طائف جلاوطن رہا جب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو ان سے حکم بن عاص اموی کی مدینہ واپسی کی بابت کہا گیا، تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اس گرہ کو

کھولنے والا نہیں جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے باندھا ہے، اسی طرح عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں حکم طائف میں جلاوطن رہا، جب عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو اس کو مدینہ واپس لایا گیا۔

حکم بن عاص کی جلاوطنی سے متعلق امام طبرانی کی روایات:

وروى الطَّبَرَانِيُّ مِنْ حديث حُذيفة قال: لما ولى أبو بكر كلم في الحكم أن يردَّه إلى المدينة، فقال: ما كنْت لأحِلّ عقدّة عقدها رسول الله صَلَّى الله عليه وسلم.(ما ذكر عنه في الإصابة في تميز الصحابة). (ترجمہ گزر چکا)

اس واقعہ کی شہادت میں کئی احادیث وارد ہوئی ہیں جنہیں ہم یہاں نقل کر رہے ہیں:

❀ حديث:

امام طبرانی نے "المعجم الكبير" میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کو نکالا ہے:

١٢٥٥٨ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي شَيْبَةَ ، ثنا عُبَادَةُ بْنُ زِيَادٍ الْأَسَدِيُّ ، ثنا مُدْرِكُ بْنُ سُلَيْمَانَ الطَّائِيُّ ، عَنِ الْأَجْلَحِ ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ : إِنَّمَا كَانَ نَفْيُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَكَمَ بْنَ أَبِي الْعَاصِ مِنَ الْمَدِينَةِ إِلَى الطَّائِفِ ، بَيْنَمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حُجْرَتِهِ فإِذَا هُوَ إِنْسَانٌ يَطَّلِعُ عَلَيْهِ ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : الْوَزَغَ ، الْوَزَغَ فَنَظَرَ فَإِذَا هُوَ الْحَكَمُ ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : اخْرُجْ لَا تُسَاكِنِّي بِالْمَدِينَةِ مَا بَقِيتُ فَنَفَاهُ إِلَى الطَّائِفِ .

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حکم بن عاص کو مدینہ سے طائف جلاوطن اس وجہ سے کیا تھا کہ ایک دفعہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے حجرے میں تشریف فرما تھے کہ ایک شخص حجرے میں جھانکنے لگا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اَلْوَزَغ ، اَلْوَزَغ دیکھا گیا تو وہ حکم بن عاص تھا، نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو مدینہ سے نکل جانے کا حکم دیا تو میری موجودگی میں مدینہ میں نہیں رہ سکتا اور اس کو طائف کی طرف جلاوطن کر دیا گیا۔

(المعجم الكبير : ١٤٨/١٢)

امام ہیثمی نے اس حدیث کو مجمع الزوائد ومنبع الفوائد میں تاب الأدب باب في الاستئذان وفيمن اطلع في دار بغير إذن کتاب الادب میں اس بات کا باب کہ جو شخص کسی کے گھر میں بغیر اجازت کے جائے کے تحت اس حدیث کو نقل کیا ہے:

حدیث:

١٢٨٠٥ - وعن ابن عباس قال : إنما كان نفي النبي - صلى الله عليه وسلم - الحكم بن أبي العاص من المدينة إلى الطائف ، بينما النبي - صلى الله عليه وسلم - في حجرته إذا هو بإنسان يطلع عليه ، فقال النبي - صلى الله عليه وسلم - : " الوزغ الوزغ " ، فنظروا ، فإذا هو الحكم ، فقال النبي - صلى الله عليه وسلم - : " اخرج ، لا تساكني في المدينة ما بقيت " . فنفاه إلى الطائف.

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حکم بن عاص کو مدینہ سے طائف جلاوطن اس وجہ سے کیا تھا کہ ایک دفعہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے حجرے میں تشریف فرما تھے کہ ایک شخص حجرے میں جھانکنے لگا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اَلْوَزَغ ، اَلْوَزَغ دیکھا گیا تو وہ حکم بن عاص تھا، نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو مدینہ سے نکل جانے کا حکم دیا تو میری موجودگی میں مدینہ میں نہیں رہ سکتا اور اس کو طائف کی طرف جلاوطن کر دیا گیا۔

امام ہیثمی درج بالا حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں:

رواه الطبراني ، وفيه مدرك بن سليمان ولم أعرفه ، وبقية رجاله ثقات۔اس حدیث کو طبرانی نے روایت کیا ہے اس کی سند میں مدرک بن سلیمان ہے جسے میں نہیں جانتا، اور باقی رجال ثقہ ہیں۔ابن ابی حاتم الرازي الجرح والتعديل میں لکھتے ہیں:مدرك الطائي روى عن... روى عنه طلحة بن مصرف سمعت أبي يقول ذلك ويقول: هو مجهول.اس سے طلحہ بن مصرف نے روایت کی ہے میں نے اپنے والد ابو حاتم رازی سے سنا وہ کہتے تھے۔مدرک الطائی مجہول ہے۔

اس حدیث کو ابن عساکر نے روایت کیا ہے:

حدیث:

أخبرنا أبو الحسن علي بن المسلم الفقيه أنا علي بن محمد بن أبي العلاء قال قرئ على محمد بن عمر بن سليمان النصيبي قيل له حدثكم أحمد بن يوسف بن خالد نا محمد بن عثمان بن أبي شيبة نا عبادة بن زياد نا مدرك بن سليمان الطائي عن إسحاق بن يحيى عن عمته عائشة بنت طلحة عن عائشة أم المؤمنين قالت كان النبي (صلى الله عليه وسلم) في حجرته فسمع حسا فاستنكره فذهبوا فنظروا فإذا الحكم كان يطلع على النبي (صلى الله عليه وسلم) فلعنه النبي (صلى الله عليه وسلم) وما في صلبه ونفاه.

اسحاق بن یحییٰ اپنی پھوپھی عائشہ بنت طلحہ سے اور وہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتی ہیں وہ فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حجرے میں تھے تو آپ نے کوئی آہٹ محسوس کی تو آپ کو ناگوار گزرا پس آپ گئے تو دیکھا حکم بن عاص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرے میں داخل ہو رہا تھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم بن عاص اور جو اس کے صلب میں ہے اس پر لعنت کی اور اس کو جلاوطن کر دیا۔

(تاريخ دمشق لابن عساكر : ٢٧٢/٥٧).

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروان بن حکم اور اس کے باپ پر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان سے لعنت کی احادیث ہم گزشتہ صفحات میں ثابت کر چکے ہیں وہ ان احادیث کی شاہد احادیث ہیں، اور اسی طرح سیدنا حسن وحسین رضی اللہ عنہما سے یہ احادیث وارد ہوئی ہیں۔

امام ذہبی نے تاریخ الاسلام اس روایت کو نقل کیا ہے:

حديث:

وعن إسحاق بن يحيى، عن عمته عائشة بنت طلحة، عن عائشة قالت: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم في حجرته فسمع حسا فاستنكره، فذهبوا فنظروا فإذا الحكم يطلع على النبي صلى الله عليه وسلم فلعنه وما في صلبه ونفاه. رواه محمد بن عثمان بن أبي شيبة، عن عبادة بن زياد أن مدرك بن سليمان الطائي حدثه عن إسحاق فذكره.

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حجرے میں تھے تو آپ نے کوئی آہٹ محسوس کی تو آپ کو ناگوار گزرا پس آپ گئے تو دیکھا حکم بن عاص نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حجرے میں داخل ہو رہا تھا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم بن عاص اور جو اس کے صلب میں ہے اس پر لعنت کی اور اس کو جلاوطن کر دیا۔

(تاريخ الإسلام - الذهبي -٣٦٨/٣).

اسی روایت کو علی متقی ہندی نے کنز الاعمال میں نکالا:

حديث:

عن عائشة قالت : كان النبيّ صلّى الله عليه وآله وسلّم في حجرته ، فسمع حسّاً ، فاستنكره ، فذهبوا فنظروا فإذا الحكم كان يطلع على النبيّ صلّى الله عليه وآله وسلّم ، فلعنه النبيّ

صلّى الله عليه وآله وسلّم وما في صلبه ، ونفاه عامّاً.

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حجرے میں تھے تو آپ نے کوئی آہٹ محسوس کی تو آپ کو ناگوار گزرا پس آپ گئے تو دیکھا حکم بن عاص نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حجرے میں داخل ہو رہا تھا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم بن عاص اور جو اس کے صلب میں ہے اس پر لعنت کی اور اس کو جلاوطن کر دیا۔

(كنز العمّال :٦/٩٠).

بزار نے اس حدیث کو مسند میں روایت کیا ہے:

۞ حدیث:

٢٠٦٠ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ ، قَالَ : أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ ، قَالَ : أَخْبَرَنَا عُثْمَانُ بْنُ حَكِيمٍ ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ، قَالَ : كُنْتُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَيْنَا نَحْنُ عِنْدَهُ إِذْ قَالَ : لَيَدْخُلَنَّ عَلَيْكُمْ رَجُلٌ لَعِينٌ وَكُنْتُ تَرَكْتُ عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ يَلْبَسُ ثِيَابَهُ لِيَلْحَقَنِي فَمَا زِلْتُ أَنْظُرُ وَأَخَافُ حَتَّى دَخَلَ الْحَكَمُ بْنُ أَبِي الْعَاصِ . وَهَذَا الْحَدِيثُ لَا نَعْلَمُهُ يُرْوَى بِهَذَا اللَّفْظِ إِلَّا عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بِهَذَا الْإِسْنَادِ.

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے میرے ساتھ جانا تھا، اس لیے وہ کپڑے پہننے کے لیے چلے گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اب تم پر لعنتی آدمی داخل ہوگا۔ اللہ کی قسم! میں قلق و اضطراب میں مبتلا رہا (کہ کون اس وعید کا مستحق ٹھہرتا ہے) اور آنے جانے والوں پر نگاہ لگائے رکھی، حتیٰ کہ حکم بن ابوالعاص داخل ہوا۔

(مسند البزار مسند عبد الله بن عمرو بن العاص رضي الله عنهما حديث عبد الله بن عمرو بن العاص حديث رقم ٢٠٦٠)

اس حدیث کو سلسلة احاديث صحيحة میں المناقب والمثالب فضائل ومناقب اور معائب ونقائص میں ناصر الدین الالبانی نے تخریج کیا اس عنوان کے تحت حکم بن ابی العاص ملعون تھا حدیث نمبر: ۳۵۳۶ / ۲۳۱۴۔

امام احمد نے مسند میں اس حدیث کو روایت کیا ہے

حدیث:

٦٣٦١ - حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ ، حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ حَكِيمٍ ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو ، قَالَ : كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، وَقَدْ ذَهَبَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ يَلْبَسُ ثِيَابَهُ لِيَلْحَقَنِي ، فَقَالَ وَنَحْنُ عِنْدَهُ : لَيَدْخُلَنَّ عَلَيْكُمْ رَجُلٌ لَعِينٌ فَوَاللَّهِ مَا زِلْتُ وَجِلًا ، أَتَشَوَّفُ دَاخِلًا وَخَارِجًا ، حَتَّى دَخَلَ فُلَانٌ ، يَعْنِي الْحَكَمَ.

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے میرے ساتھ جانا تھا، اس لیے وہ کپڑے پہننے کے لیے چلے گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اب تم پر لعنتی آدمی داخل ہوگا۔ اللہ کی قسم! میں قلق واضطراب میں مبتلا رہا (کہ کون اس وعید کا مستحق ٹھہرتا ہے) اور آنے جانے والوں پر نگاہ لگائے رکھی، حتیٰ کہ حکم بن ابو عاص داخل ہوا۔

(مسند أحمد ابن حنبل مسند عبد الله بن عمرو بن العاص رضي الله عنهما حديث رقم ٦٣٦١)

اسی حدیث کی تخریج طبرانی نے ((الاوسط)) میں کی:

حدیث:

٧٣٥٩ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ الدِّيباجِيُّ ، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ أَبِي خَلَفٍ ، ثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ ، ثَنَا عُثْمَانُ بْنُ حَكِيمٍ ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ : أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، وَتَرَكْتُ أَبِي يَلْحَقُنِي ، فَقَالَ : لَيَطْلُعَنَّ الْآنَ رَجُلٌ لَعِينٌ ، فَخِفْتُ أَنْ يَكُونَ أَبِي ، فَلَمْ أَزَلْ خَارِجًا وداخِلًا ، حَتَّى طَلَعَ الْحَكَمُ بْنُ أَبِي الْعَاصِ لَمْ يَرْوِ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ إِلَّا عُثْمَانُ بْنُ حَكِيمٍ.

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے میرے ساتھ جانا تھا، اس لیے وہ کپڑے پہننے کے لیے چلے گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اب تم پر لعنتی آدمی داخل ہوگا۔ اللہ کی قسم! میں قلق واضطراب میں مبتلا رہا (کہ کون اس وعید کا مستحق ٹھہرتا ہے) اور آنے جانے والوں پر نگاہ لگائے رکھی، حتیٰ کہ حکم بن ابو عاص داخل ہوا۔

(المعجم الأوسط للطبراني باب الميم باب الميم من اسمه : محمد حديث رقم ٧٣٥٩).

اسی حدیث کی تخریج ہیثمی نے کی:

الهيثمي - مجمع الزوائد - ١١٢/١

٤٣١ - وعن عبدالله بن عمرو قال : كنا جلوساً عند النبي صلى الله عليه وسلم وقد ذهب عمرو إبن العاصي يلبس ثيابه ليلحقني ، فقال : ونحن عنده ليدخلن عليكم رجل لعين ، فوالله ما زلت وجلاً أتشوف خارجاً وداخلاً حتى دخل فلان يعني الحكم.

رواه أحمد ورجاله رجال الصحيح.

اور کہا اس حدیث کو امام احمد نے روایت کیا ہے اور اس کے رجال صحیح کے رجال ہیں۔

الهيثمي - مجمع الزوائد - ٢٤١/٥)

٩٢٣٣ - وعن عبد الله بن عمرو قال : كنا جلوساً عند النبي صلى الله عليه وسلم وقد ذهب عمرو بن العاصى يلبس ثيابه ليلحقني ، فقال ونحن عنده : ليدخلن عليكم رجل لعين فوالله مازلت وجلاً أتشوف خارجاً وداخلاً حتى دخل فلان يعنى الحكم.

اس حدیث کی تحقیق:

قال الألباني :

حدیث:

٣٢٤٠ - (ليدخلن عليكم رجل لعين. يعني: الحكم بن أبي العاص) . أخرجه أحمد (١٦٣/٢)، والبزار في "مسنده " (٢٤٧/٢) من طريق عبد الله ابن نمير: ثنا عثمان بن حكيم عن أبي أمامة بن سهل بن حنيف عن عبد الله بن عمرو قال: كنا جلوسا عند النبي - صلى الله عليه وسلم -، وقد ذهب عمرو بن العاص يلبس ثيابه ليلحقني، فقال ونحن عنده: ... فذكر الحديث، فوالله! ما زلت وجلا أتشوف داخلا وخارجا حتى دخل فلان: الحكم [بن أبي العاصي].

سیدنا ابوامامہ سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں بواسطہ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ

ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے میرے ساتھ جانا تھا، اس لیے وہ کپڑے پہننے کے لیے چلے گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اب تم پر لعنتی آدمی داخل ہوگا۔ اللہ کی قسم! میں قلق واضطراب میں مبتلا رہا (کہ کون اس وعید کا مستحق ٹھہرتا ہے) اور آنے جانے والوں پر نگاہ لگائے رکھی، حتیٰ کہ حکم بن ابو عاص داخل ہوا۔

والزيادة للبزار، وقال:

"لا نعلمه بهذا اللفظ إلا عن عبد الله بن عمرو بهذا الإسناد".

اور بزار نے یہ کہا کہ ہم اس حدیث کو ان الفاظ کے ساتھ اور اس سند کے کیساتھ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کے واسطے سے جانتے ہیں۔

قلت : وهو إسناد صحيح على شرط مسلم، وقال الهيثمي (٢٤١/٥) : "رواه أحمد والبزار والطبراني في" الأ وسط "، ورجال أحمد رجال (الصحيح) ".

میں کہتا ہوں: یہ سند صحیح ہے مسلم کی شرط کے مطابق، اور ہیثمی نے (٢٤١/٥) میں کہا: اس حدیث کو احمد اور بزار اور طبرانی نے "الاوسط" میں روایت کیا ہے، اور احمد کے رجال صحیح کے رجال ہیں۔

علامہ ناصر الدین الالبانی کہتے ہیں:

یہ سند مسلم کی شرط پر صحیح ہے، اور ہیثمی نے (۵/۲۴۱) میں کہا ہے: اس حدیث کو احمد بزار اور طبرانی نے "الاوسط" میں روایت کیا ہے، اور احمد کے رجال صحیح کے رجال ہیں۔

وله شاهدان قويان ساقهما البزار:أحدهما: من طريق الشعبي قال: سمعت عبد الله بن الزبير يقول- وهو مستند إلى الكعبة-: ورب هذا البيت! لقد لعن الله الحكم- وما ولد- على لسان نبيه - صلى الله عليه وسلم -.

اور اس حدیث کے دو قوی شاہد بزار نے نقل کئے ہیں ایک شعبی کے طریق پر ہے وہ کہتے ہیں میں نے عبداللہ بن زبیر سے سنا اور وہ کعبہ کی طرف استناد کرتے ہوئے فرما رہے تھے اس گھر کے رب کی قسم! اللہ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے حکم اور اس کی اولاد پر لعنت فرمائی ہے۔

وقال البزار:"لا نعلمه عن ابن الزبير إلا بهذا الإسناد".

بزار کہتے ہیں ہم ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی حدیث کواسی سند کے ساتھ جانتے ہیں۔

قلت: وهو إسناد صحيح أيضا، رجاله كلهم ثقات رجال الشيخين؛ غير شيخ البزار (أحمد بن منصور بن سيار) ، وهو ثقة، ولم يتفرد به كما يشعر بذلك تمام كلام البزار:"ورواه محمد بن فضيل أيضا عن إسماعيل عن الشعبي عن ابن الزبير".ولذلك لم يسع الحافظ الذهبي- مع تحفظه الذي سأذكره- إلا أن يصرح في "تاريخ الإسلام " (٥٧/٢) بقوله: "إسناده صحيح ". وسكت عنه في "السير" (١٠٨/٢) ؛ ولم يعزه لأحد!

میں (الالبانی) کہتا ہوں: اس حدیث کی سند بھی اسی طرح صحیح ہے، اس کے تمام رجال ثقہ ہیں بخاری و مسلم کے رجال ہیں، بزار کے شیخ احمد بن منصور بن سیار کے علاوہ، اور وہ ثقہ ہے اور یہ اس حدیث کو بیان کرنے میں منفرد نہیں ہے، اور اس حدیث کو محمد بن فضیل نے اسی طرح بیان کیا ہے عن إسماعيل عن الشعبي عن ابن الزبير۔ چنانچہ اسی وجہ سے حافظ ذہبی اپنے تحفظ کے باوجود اس کا تعاقب نہیں کیا جس کا عنقریب میں ذکر کروں گا مگر اتنا قول ضرور کہا ہے "تاریخ الاسلام" (۲/ ۵۷) میں: اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ اور "سیر اعلام النبلاء" (۲/ ۱۰۸) میں سکوت کیا اور اس حدیث کو کسی کی طرف منسوب نہیں کیا۔

وقد أخرجه أحمد أيضا (٥/٥) : ثنا عبد الرزاق: أنا ابن عيينة عن إسماعيل ابن أبي خالد عن الشعبي. وهذا صحيح على شرط الشيخين كما ترى. **اور اس حدیث کو اسی طرح احمد (۵/ ۵) نے روایت کیا** ثنا عبد الرزاق: أنا ابن عيينة عن إسماعيل ابن أبي خالد عن الشعبي. **اور یہ حدیث بخاری ومسلم کی شرط کے مطابق صحیح ہے جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں۔**

والشاهد الآخر: يرويه عبد الرحمن بن معن (وهو ابن مغراء) : أنبأ إسماعيل ابن أبي خالد عن عبد الله البهي- مولى الزبير- قال: كنت في المسجد، ومروان يخطب، فقال عبد الرحمن بن أبي بكر: والله! ما استخلف أحدا من أهله. فقال مروان: أنت الذي نزلت فيك (والذي قال لوالديه أف لكما) ، فقال عبد الرحمن: كذبت، ولكن رسول الله - صلى الله عليه وسلم - لعن أباك، وقال البزار: "لا نعلمه عن عبد الرحمن إلا من هذا الوجه ".

اور یہ دوسرا شاہد ہے جسے عبدالرحمن بن معن (جو ابن مغراء ہے) نے أنبأ إسماعيل ابن أبي خالد عن عبد الله البهي- مولى الزبير - **سے روایت کیا ہے، عبداللہ البہی مولیٰ الزبیر فرماتے ہیں: میں مسجد میں تھا اور مروان تقریر کر رہا تھا، عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما نے کہا: اللہ کی قسم کسی ایک نے بھی اپنے گھر والوں**

میں سے خلیفہ مقرر نہیں کیا۔ مروان نے کہا تم ہی وہ شخص ہو جس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے (والذي قال لوالديه أف لكما)، عبد الرحمن نے کیا تم نے جھوٹ کہا، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تیرے باپ پر لعنت کی ہے، بزار: کہتے ہیں ہم اس حدیث کو اسی طریقے سے جانتے ہیں۔

قلت: واسناده حسن كما قال الهيثمي، وأقره الحافظ في "مختصر الزوائد" (١/٦٨٦) .وقد وجدت لابن مغراء متابعا قويا، وهو يحيى بن زكريا بن أبي زائدة، وقد ساقه بسياق أتم وأوضح، رواه عنه ابن أبي حاتم- كما في " تفسير ابن كثير " (٤/١٥٩) - عن عبد الله البهي قال : إني لفي المسجد حين خطب مروان فقال : إن الله تعالى قد أرى أمير المؤمنين في (يزيد) رأيا حسنا وأن يستخلفه، فقد استخلف أبو بكر عمر- رضي الله عنهما-. فقال عبد الرحمن بن أبي بكر- رضي الله عنهما-: أهرقلية؟! إن أبا بكر- رضي الله عنه- ما جعلها في أحد من ولده، وأحد من أهل بيته، ولا جعلها معاوية إلا رحمة وكرامة لولده! فقال مروان: ألست الذي قال لوالديه: (أف لكما) ؟ فقال عبد الرحمن: ألست يا مروان! ابن اللعين الذي لعن رسول الله - صلى الله عليه وسلم - أباك؟! قال: وسمعتها عائشة- رضي الله عنها-، فقالت: يا مروان! أنت القائل لعبد الرحمن كذا وكذا؟! كذبت! ما فيه نزلت، ولكن نزلت في فلان بن فلان. ثم انتحب مروان (!) ثم نزل عن المنبر حتى أتى باب حجرتها، فجعل يكلمها حتى انصرف.

میں (الالبانی) کہتا ہوں: اس حدیث کی سند حسن ہے جیسا کہ ہیثمی نے کہا ہے اور اس کی تصحیح کا اقرار حافظ ابن حجر نے "مختصر الزوائد" (۱/۶۸۶) میں کیا ہے، اور میں نے ابن مغراء کے لئے قوی متابعت پائی ہے، وہ متابع زکریا بن ابی زائدۃ کی ہے، جسے ابن ابی حاتم نے روایت کیا ہے انہوں نے اس کو مکمل سیاق اور وضاحت کے ساتھ روایت کیا ہے جیسا کہ "تفسیر ابن کثیر" (۴/۱۵۹) میں عبداللہ البھی فرماتے ہیں جس وقت مروان تقریر کر رہا تھا اس وقت میں مسجد نبوی میں موجود تھا، مروان نے اپنی تقریر میں کہا کہ اللہ تعالیٰ نے امیر المومنین کو یزید کے بارے میں ایک اچھی رائے سمجھائی ہے اگر وہ انہیں اپنے بعد بطور خلیفہ کے نامزد کر جائیں تو حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے بھی تو اپنے بعد خلیفہ مقرر کیا ہے اس پر حضرت عبدالرحمن بن ابوبکر رضی اللہ عنہما بول اٹھے کہ کیا ہرقل کے دستور پر اور نصرانیوں کے قانون پر عمل کرنا چاہتے ہو؟ قسم ہے اللہ کی نہ تو خلیفہ اول نے اپنی اولاد میں سے کسی کو خلافت کے لئے منتخب کیا نہ اپنے کنبے قبیلے والوں سے کسی کو نامزد کیا اور معاویہ نے جو اسے کیا وہ صرف ان کی عزت افزائی اور ان کے بچوں پر رحم کھا کر کیا یہ سن کر مروان کہنے لگا کہ تو وہی نہیں جس نے اپنے والدین کو اف کہا تھا؟ تو عبدالرحمن

نے فرمایا کیا تو ایک ملعون شخص کی اولاد میں سے نہیں؟ تیرے باپ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لعنت کی تھی۔ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے یہ سن کر مروان سے کہا تو نے عبدالرحمن سے جو کہا وہ بالکل جھوٹ ہے وہ آیت ان کے بارے میں نہیں بلکہ وہ فلاں بن فلاں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ پھر مروان جلدی ہی منبر سے اتر کر آپ کے حجرے کے دروازے پر آیا اور کچھ باتیں کر کے لوٹ گیا۔

قلت: سكت عنه ابن كثير، وهو إسناد صحيح.

میں (الالبانی) کہتا ہوں: اس حدیث پر ابن کثیر نے سکوت کیا ہے، اس حدیث کی سند صحیح ہے۔

وأخرجه البخاري في " صحيحه " (٤٨٢٧) بإسناد آخر مختصرا، وفيه: فقال (مروان): خذوه! فدخل بيت عائشة، فلم يقدروا عليه. وفيه إنكار عائشة على مروان. وأخرجه النسائي في "الكبرى" (٦ / ٤٥٨-٤٥٩) من طريق ثالثة من رواية شعبة عن محمد بن زياد قال: لما بايع معاوية لابنه قال مروان: سنة أبي بكر وعمر! فقال عبد الرحمن بن أبي بكر: سنة هرقل وقيصر! وفيه أن عائشة قالت ردا على مروان: كذب والله! ما هو به، ولو شئت أن أسمي الذي أنزلت فيه لسميته، ولكن رسول الله - صلى الله عليه وسلم -لعن [أبا] (١) مروان، ومروان في صلبه فضض (٢) من لعنة الله. قلت: وإسناده صحيح، وعزاه الحافظ في " الفتح " (٥٧٧/١٣) السيوطي في " الدر" (٤١/٦) لعبد بن حميد، وا بن المنذر، والحاكم- وصححه-، وا بن مردويه.

اس حدیث کی تخریج بخاری نے ''صحیح'' (۴۸۲۷) میں ایک دوسری سند سے مختصرا کی ہے۔ اور اس میں ہے مروان نے کہا پکڑو اسے عبدالرحمن سیدۃ عائشۃ رضی اللہ عنہا کے گھر میں داخل ہو گئے مروان ان کو پکڑ نہیں سکا، اور اس حدیث میں سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا نے مروان کی بات کا انکار کیا ہے۔ اور نسائی نے اس حدیث کو تیسرے طریقے سے نکالا ہے ''السنن الکبری'' (۶ / ۴۵۸-۴۵۹) میں شعبہ عن محمد بن زیاد کی روایت سے وہ کہتے ہیں: جب معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے یزید کے لئے بیعت لی تو مروان نے کہا یہ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کا طریقہ ہے! تو عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے کہا یہ ہرقل اور قیصر کا طریقہ ہے! اور اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے مروان کی بات کا ردّ کرتے ہوئے کہا: تم نے جھوٹ کہا اللہ کی قسم اس آیت کے نزول میں عبدالرحمن ہرگز مراد نہیں ہیں اگر میں چاہوں تو جس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے اس کا نام بتا سکتی ہوں، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تیرے باپ (حکم بن عاص اموی) پر لعنت کی اور تجھ پر بھی جب تو اپنے باپ کے صلب میں تھا پس اے مروان تو اللہ کی لعنت کا ایک حصہ بن

چکا ہے۔ علامہ ناصر الدین الالبانی کہتے ہیں: اس حدیث کی سند صحیح ہے، اور حافظ ابن حجر نے "الفتح" (۱۳ / ۵۷۷) میں اور سیوطی نے "الدر" (۶ / ۴۱) میں اس کو عبد بن حمید، ابن منذر، حاکم کی طرف منسوب کیا ہے، اور حاکم اور ابن مردویہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔

ثم وجدت لحديث الترجمة طريقا أخرى عن ابن عمرو، من رواية ابن عبد البر في "الاستيعاب " بإسناده الصحيح عن عبد الواحد بن زياد: حدثنا عثمان ابن حكيم قال: حدثنا شعيب بن محمد بن عبد الله بن عمرو بن العاص عن عبد الله بن عمرو بن العاص قال: قال رسول الله - صلى الله عليه وسلم - ... فذكره.

قلت: وهذا إسناد صحيح أيضا؛ فإن رجاله كلهم ثقات، وعبد الواحد بن زياد ثقة محتج به في "الصحيحين "، ولم يتكلموا فيه إلا في روايته عن الأعمش خاصة، وهذه ليست منها كما ترى، وعليه: يكون لعثمان بن حكيم إسنادان صحيحان في هذا الحديث، وذلك مما يزيد في قوته والله سبحانه وتعالى أعلم وهذه الطريق كالطريق الأولى؛ سكت عنها الذهبي في "التاريخ "! هذا؛ وإني لأعجب أشد العجب من تواطؤ بعض الحفاظ المترجمين لـ (الحكم) على عدم سوق بعض هذه الأحاديث وبيان صحتها في ترجمته، أهي رهبة الصحبة، وكونه عم عثمان بن عفان- رضي الله عنه-، وهم المعروفون بأنهم لا تأخذهم في الله لومة لائم؟! أم هي ظروف حكومية أو شعبية كانت تحول بينهم وبين ما كانوا يريدون التصريح به من الحق؟ فهذا مثلا ابن الأثير يقول في "أسد الغابة": "وقد روي في لعنه ونفيه أحاديث كثيرة، لا حاجة إلى ذكرها، إلا أن الأمر المقطوع به: أن النبي - صلى الله عليه وسلم -- مع حلمه وإغضائه على ما يكره- ما فعل به ذلك إلا لأمرعظيم ".

وأعجب منه صنيع الحافظ في "الإصابة"؛ فإنه- مع إطالته في ترجمته- صدرها بقوله: "قال ابن السكن: يقال: إن النبي - صلى الله عليه وسلم - دعا عليه، ولم يثبت ذلك "! وسكت عليه ولم يتعقبه بشيء، بل إنه أتبعه بروايات كثيرة فيها أدعية مختلفة عليه، كنت ذكرت بعضها في "الضعيفة"، وسكت عنها كلها وصرح بضعف بعضها، وختمها بذكر حديث عائشة المتقدم: أن رسول الله - صلى الله عليه وسلم - لعن أباك وأنت في صلبه. ولكنه- بديل أن يصرح بصحته- ألمح إلى إعلاله بمخالفته رواية البخاري المتقدمة، فقال عقبها:

"قلت: وأصل القصة عند البخاري بدون هذه الزيادة"!

فأقول: ما قيمة هذا التعقب، وهو يعلم أن هذه الزيادة صحيحة السند، وأنهامن طريق غير طريق البخاري؟! و ليس هذا فقط، بل ولها شواهد صحيحة أيضا كما تقدم؟! اكتفيت بها عن ذكر ما قد يصلح للاستشهاد به! فقد قال في آخر شرحه لحديث: "هلكة أمتي على يدي غلمة من قريش " من "الفتح " (13/11) : "وقد وردت أحاديث في لعن الحكم والد مروان وما ولد. أخرجها الطبراني وغيره؛ غالبها فيه مقال، وبعضها جيد، ولعل المراد تخصيص الغلمة المذكورين بذلك "!

وأعجب من ذلك كله تحفظ الحافظ الذهبي بقوله في ترجمة (الحكم) من " تاريخه " (٩٦/٢) : "وقد وردت أحاديث منكرة في لعنه، لا يجوز الاحتجاج بها، وليس له في الجملة خصوص من الصحبة بل عمومها"! كذا قال! مع أنه- بعد صفحة واحدة- ساق رواية الشعبي عن ابن الزبير مصححا إسناده كما تقدم!! ومثل هذا التلون أو التناقض مما يفسح المجال لأهل الأهواء أن يأخذوا منه ما يناسب أهواءهم! نسأل الله السلامة.

وبمناسبة قوله المذكور في صحبته؛ أعجبتني صراحته فيها في "السير" (٢/١٠٧) ؛ فقد قال: "وله أدنى نصيب من الصحبة"!

پھر میں نے اس حدیث کی ترجمانی ایک دوسرے طریق پر پائی جو کہ بواسطہ عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما روایت کی گئی ہے اسے ابن عبدالبر سے "الاستیعاب" میں صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے عن عبد الواحد بن زياد: حدثنا عثمان ابن حكيم قال: حدثنا شعيب بن محمد بن عبد الله بن عمرو بن العاص عن عبد الله بن عمرو بن العاص **کی سند سے وہ کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: پھر اس حدیث کو ذکر کیا۔**

میں (الالبانی) کہتا ہوں: یہ سند بھی پہلے والی سندوں کی طرح صحیح ہے، کیونکہ اس کے تمام رجال ثقہ ہیں، اورعبدالواحد بن زیاد ثقہ ہے اور اس سے صحیحین میں حجت پکڑی گئی ہے، اس پر کسی نے کلام نہیں کیا سوائے اس کے کہ خاص طور پر اعمش سے جب احادیث روایت کرتا ہے تو کلام ہے، اور یہ ان روایات میں نہیں جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں اور اس میں عثمان بن حکیم ہے اس حدیث کی دونوں اسناد صحیح ہیں، اور یہ سند اس حدیث کو مزید قوی کر رہی ہے اور اللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم، یہ حدیث پہلے جس طریقے سے بیان

کی گئی ہے یہ طریقہ بھی اسی جیسا ہے، اس طریق پر ذہبی نے ''تاریخ'' میں سکوت کیا ہے، مجھے اس بات پر شدید حیرانی ہے بعض حفاظ اور مترجمین پر انہوں نے اپنی کتب تراجم میں حکم بن عاص اور اس کے بیٹے مروان کے ترجمہ میں بعض ان احادیث کو اور ان کی صحت سے متعلق کلام کو بیان کرنے سے سکوت کیا اور نرمی برتی، کیا یہ حکم کے صحابی ہونے کا خوف تھا، یا یہ خوف تھا کہ وہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا چچا ہے، اور کیا یہ مترجمین اس بات سے نہیں پہچانے جاتے ہیں کہ صحیح بات کو بیان کرنے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہیں کرتے؟ یا وہ حکومتی یا عوامی حالات تھے جو ان مترجمین کو اس بات سے روک رہے تھے کہ وہ مترجمین اپنی کتب تراجم میں اس حق کو صراحتاً بیان کرنا چاہتے تھے؟ مثال کے طور پر ابن اثیر ''اُسد الغابہ'' میں کہتے ہیں: حکم بن عاص کے بارے میں احادیث کثرت سے روایت کی گئیں ہیں، ان کے ذکر کی کوئی حاجت نہیں ہے، تاہم یہ امر اس کے بات کے ساتھ ختم ہو چکا ہے کہ بے شک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے حلم اپنی رواداری کے ساتھ جس فعل سے آپ نفرت کرتے تھے آپ نے اس (حکم بن عاص) کے ساتھ جو کیا وہ ایک امر عظیم کے علاوہ کچھ نہیں تھا۔

اور حافظ ابن حجر نے ''الاصابہ'' میں اس بھی زیادہ عجیب بات کی انہوں نے اس کے حالات کو طوالت کے ساتھ بیان کیا اور ابن السکن کا یہ قول بھی صادر کر دیا کہ ابن السکن کہتے ہیں: کہا جاتا ہے کہ بے شک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو بد دعا دی لیکن یہ بد دعا اس بارے میں ثابت نہیں ہے! حافظ ابن حجر نے اصابہ میں ابن السکن کے اس قول کو نقل کرنے کے بعد ابن السکن کے اس قول پر سکوت کیا اور کسی بات سے ابن السکن کے اس قول کا تعاقب نہیں کیا، بلکہ حافظ ابن حجر نے کثیر روایات کا اتباع کیا جن میں حکم بن عاص کے بارے میں مختلف دعوے کئے گئے ہیں، میں نے ان میں سے بعض روایات کو ''الضعیفہ'' میں ذکر کیا ہے۔ اور تمام روایات سے سکوت کرتے ہوئے بعض روایات کا ضعف بیان کیا ہے، اور ان کا اختتام حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا پر کیا جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تیرے باپ پر اس وقت لعنت کی جب تو اپنے باپ کی صلب میں تھا، لیکن ابن حجر نے اس حدیث کی صحت کی صراحت کرنے کے بدل اس حدیث کی مخالفت میں بخاری کی روایت جو کہ اس روایت کردہ زیادت کے بغیر ہے لا کر اس کی علت کی طرف اشارہ کیا، بخاری کی حدیث پیش کرنے کے بعد کہا: میں (ابن حجر) کہتا ہوں: کہ اصل قصہ بخاری میں اس زیادت کے بغیر موجود ہے! میں (ناصر الدین الالبانی) کہتا ہوں: اس تعاقب کی کیا قیمت ہے، یہ بات تو حافظ کو معلوم ہے کہ یہ زیادت صحیح سند سے ہے، اور یہ حدیث کیا بخاری کے طریق سے ہٹ کر ہے؟ اور صرف یہی نہیں بلکہ اس حدیث کے اسی طرح صحیح شواہد ہیں جیسے کے پہلے گزر چکے ہیں، ان احادیث کے ذکر سے میں اطمینان میں ہوں کہ اس حدیث کے بارے میں شواہد کے طور پر یہ ذکر کردہ احادیث موزوں ہیں، بے شک حدیث کی شرح کرتے ہوئے آخر میں کہا: کہ میری امت کی ہلاکت قریش کے لونڈوں کے ہاتھوں ہوگی'' الفتح '' (۱۱ / ۱۳) سے: بلا شبہ مروان کے والد حکم بن عاص

پر اوراس کی صلب میں جو ہے اس پر لعنت کے بارے میں احادیث وارد ہوئی ہیں، جن کی تخریج طبرانی وغیرہ نے کی ہے، غالب احادیث میں کلام کیا گیا ہے اور بعض احادیث جید (عمدہ سند کے ساتھ) ہیں شاید ان احادیث سے مراد ان لونڈوں کی تخصیص ہو۔اس باب میں ان تمام باتوں سے درکنار ایک عجیب بات حافظ ذہبی کا حکم بن عاص کے ترجمے میں اس قول کے ذریعے اس کا تحفظ کرنا ہے جسے امام ذہبی نے اپنی تاریخ (۲/ ۹۶) میں لکھا ہے: حکم بن عاص پر لعنت کے بارے میں منکر احادیث وارد ہوئی ہیں، ان سے حجت پکڑنا جائز نہیں ہے، اوراس کے بارے میں یہ جملہ اس کی صحابیت کی خصوصیت سے نہیں بلکہ عمومی طور پر کہا ہے اور ایک صفحہ ہی کے بعد شعبی عن ابن الزبیر کی روایت لائے ہیں (جو کہ حکم بن عاص اور مروان پر لعنت کے بارے میں ہے) اوراس کی سند کی تصحیح بیان کی ہے جیسا کہ اس سے قبل گزر چکا ہے۔اس طرح کی دورنگی باتوں اور تناقض خواہش پرستوں کے لئے راستہ ہموار کرتا ہے کہ وہ اپنی خواہشات کے مطابق ان باتوں میں سے جس بات کو چاہیں لے لیں۔ہم اللہ سے سلامتی کا سوال کرتے ہیں۔اور حکم بن عاص کی صحابیت کی نسبت سے جو صراحت ذہبی نے "السیر" (۲/ ۱۰۷) میں کی ہے وہ مجھے اچھی لگی ہے پس وہ کہتے ہیں: حکم بن عاص کو صحابیت کا ادنی حصہ ملا ہے!۔

بنو حکم (بن ابی العاص) کا منبر رسول ﷺ پر بندروں کی طرح اچھلنا کودنا

❁ حدیث:

٦٣٣٠ - حَدَّثَنَا مُصْعَبُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ : حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي حَازِمٍ ، عَنِ الْعَلَاءِ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى فِي الْمَنَامِ كَأَنَّ بَنِي الْحَكَمِ يَنْزُونَ عَلَى مِنْبَرِهِ وَيَنْزِلُونَ ، فَأَصْبَحَ كَالْمُتَغَيِّظِ وَقَالَ : مَا لِي رَأَيْتُ بَنِي الْحَكَمِ يَنْزُونَ عَلَى مِنْبَرِي نَزْوَ الْقِرَدَةِ ؟ ، قَالَ : فَمَا رُئِيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَجْمِعًا ضَاحِكًا بَعْدَ ذَلِكَ حَتَّى مَاتَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خواب میں دیکھا، گویا آپ کے منبر پر بنو حکم چڑھ رہے ہیں اور اتر رہے ہیں۔جب صبح ہوئی تو گویا آپ غصے میں تھے اور آپ نے فرمایا: کیا ہے کہ میں نے بنو حکم کو دیکھا: وہ میرے منبر پر بندروں کی طرح اچھل کود رہے تھے؟ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: وفات تک رسول اللہ ﷺ کو کھل کر ہنستے ہوئے نہیں دیکھا گیا۔

(مسند ابی یعلیٰ ٣٤٨/١١ حدیث ٦٤٦١).

٨٦١٨ - وَمِنْهَا مَا حَدَّثَنَاهُ أَبُو أَحْمَدَ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ الْأَزْرَقِيُّ بِمَرْوَ ، ثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ سَالِمٍ الصَّائِغُ بِمَكَّةَ ، ثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْوَلِيدِ الْأَزْرَقِيُّ ، مُؤَذِّنُ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ، ثَنَا مُسْلِمُ بْنُ خَالِدٍ الزَّنْجِيُّ ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، قَالَ : إِنِّي أُرِيتُ فِي مَنَامِي كَأَنَّ بَنِي الْحَكَمِ بْنِ أَبِي الْعَاصِ يَنْزُونَ عَلَى مِنْبَرِي كَمَا تَنْزُو الْقِرَدَةُ قَالَ : فَمَا رُئِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَجْمِعًا ضَاحِكًا حَتَّى تُوُفِّيَ هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ ، وَلَمْ يُخْرِجَاهُ.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواب میں دیکھا، گویا آپ کے منبر پر بنو حکم چڑھ رہے ہیں اور اتر رہے ہیں۔ جب صبح ہوئی تو گویا آپ غصے میں تھے اور آپ نے فرمایا: کیا ہے کہ میں نے بنو حکم کو دیکھا: وہ میرے منبر پر بندروں کی طرح اچھل کود رہے تھے؟ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:: اپنی وفات تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھل کر ہنستے ہوئے نہیں دیکھا گیا۔ حاکم نے اس روایت کو شیخین کی شرط پر صحیح کہا ہے۔

(المستدرك على الصحيحين كتاب الفتن والملاحم أما حديث أبي عوانة حديث رقم ٨٦١٨).

شیخ مقبل بن هادي الودعي نے اپنی کتاب ''الجامع الصحيح مما ليس في الصحيحين'' میں کہا ہے:

''هذا حديث حسن'' (٣/٢٧٧)

شیخ مقبل بن هادی الودعي اپنی دوسری کتاب ''صعقة الزلزال لنسف أباطيل الرفض والإعتزال'' میں کہا ہے:

''هذا حديث حسن'' یہ حدیث حسن ہے۔ (٢/٣٣٧).

ابویعلیٰ کے محقق نے کہا ہے:

وقد ذكر المحقق أنه سنده صحيح۔

اس حدیث کی سند صحیح ہے۔

علامہ ناصر الدین الالبانی رحمہ اللہ کی تحقیق:

قال الشيخ الألباني:

- (إنّي رأيتُ في منامي؛ كأنّ بني الحكمِ بن أبي العاصِ يَنْزُونَ على منبْري كما تنزُو القردةُ) .

ورد من حديث أبي هريرة، وثوبان، ومرسل سعيد بن المسيب.

[أ] أما حديث أبي هريرة؛ فيرويه مسلم بن خالد الزنجي عن العلاء بن عبد الرحمن عن أبيه عنه أن النبي - صلى الله عليه وسلم - قال:. فذكره. قال:

فما رؤي النبي - صلى الله عليه وسلم - مستجمعاً ضاحكاً حتى توفي.

أخرجه الحاكم (٤/٤٨٠) ، وقال:

"صحيح على شرط الشيخين "!!

كذا قال! ونحوه قول الذهبي:

"على شرط مسلم "!

وكلاهما مخطئ؛ فإن الزنجي ليس من رجال البخاري ولا مسلم! ثم هو ضعيف لسوء حفظه، قال الحافظ في "التقريب ":

" فقيه، صدوق، كثيرالأوهام ".

ونحوه قول الذهبي في "المغني ":

"صدوق يهم، وثقه ابن معين وغيره، وضعفه النسائي وجماعة، وقال البخاري وأبوزرعة: منكر الحديث ".

وغلا ابن الجوزي في "العلل المتناهية " (٢ / ٢١٢-٢١٣) ، فأعله أيضاً بـ (العلاء ابن عبد الرحمن) ، فقال:

"قال يحيى: ليس حديثه بحجة، مضطرب الحديث، لم يزل الناس يتقون حديثه "!

وهذا تنطع منه؛ فالرجل ثقة احتج به مسلم، وفيه كلام يسير لا يضره، قال الذهبي في

"المغني ":

"صدوق مشهور. قال ابن عدي: ما أرى بحديثه بأساً. وقال أبو حاتم: صالح الحديث، وأنكر من حديثه أشياء".

وقد توبع الزنجي؛ فقال أبو يعلى في "مسنده " (١١ / ٦٤٦١/٣٤٨) : حدثنا مصعب بن عبد الله قال: حدثني ابن أبي حازم عن العلاء به.

قلت: وهذا إسناد جيد، مصعب بن عبد الله- وهو الزبيدي- صدوق.

ومن فوقه ثقات من رجال "الصحيح "؛ ولذا قال الهيثمي في "المجمع " (٥/٢٤٤) :

"رواه أبو يعلى، ورجاله رجال "الصحيح "؛ غير مصعب بن عبد الله بن الزبير؛ وهو ثقة".

وأعله ابن الجوزي بعلة غريبة، فقال في راوي "مسند أبي يعلى" أبي عمرو محمد بن أحمد الحِيرِيّ:

"كان متشيعاً"!

والجواب عليه من وجوه:

الأول: أنني لم أجد- فيما وقفت عليه من المصادر في ترجمته- من رماه بالتشيع.

الثاني: هب أنه كان فيه شيء منه؛ فهو ليس بجرح قادح إذا كان ثقة؛ وهو كذلك؛ فقد وصفه السمعاني في "الأنساب " بأنه كان من الثقات الأثبات.

وذكر ابن العماد في "الشذرات " (٣/٨٧) : أنه كان مقرئاً عارفاً، بالعربية، له بصر بالحديث، وقدم في العبادة.

الثالث: أن الحديث عزاه الحافظ ابن حجر في "المطالب العالية" المسندة (٢/١٨٨/٢) لأبي يعلى أيضاً، وقد ذكر في المقدمة أنه يروي "مسنده " من طريق أبي بكر المقرئ عن أبي يعلى.

وابن المقرئ: ثقة حافظ مأمون، فهو متابع قوي لأبي عمرو الحيري.

وبذلك يسقط إعلال ابن الجوزي الحديث به.

٢ وأما حديث ثوبان , فيرويه يزيد بن ربيعة: ثنا الأشعث عن ثوبان به نحوه.

أخرجه الطبراني في "المعجم الكبير" (١٤٢٥/١٤٢٥) .

ويزيد هذا متروك.

٣ وأما حديث سعيد بن المسيب؛ فيرويه الشاذكوني عن يحيى بن سعيد عن سفيان عن علي بن زيد عنه ... مرسلاً نحوه.

أخرجه الخطيب في " التاريخ " (٤٤/٩) .

والشاذكوني كذاب. فالعمدة على حديث أبي هريرة. والله أعلم. *

(سلسلة الأحاديث الصحيحة : ٧ / ١٦٤٥-١٦٤٧)

شیخ الالبانی کہتے ہیں:

(إنّي رأيتُ في منامي؛ كأنّ بني الحكمِ بن أبي العاصِ يَنْزُونَ على منْبري كما تنزُو القردةُ).

(سلسله احاديث صحيحه ترقيم البانی:٣٩٤٠).

یہ حدیث ابو ہریرہ، ثوبان رضی اللہ عنہما (سے مرفوعا) اور سعید بن المسیب سے مرسلا وارد ہوئی ہے۔

① **حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، یہ حدیث** مسلم بن خالد الزنجی عن العلاء بن عبد الرحمن عن ابيه أن النبي صلى الله عليه وسلم **کی سند سے روایت کی گئی ہے۔ شیخ الالبانی کہتے ہیں: اس حدیث میں یہ ذکر ہے، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: وفات تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کھل کر ہنستے ہوئے نہیں دیکھا گیا۔**

اس کی تخریج حاکم نے (۴/۴۸۰) میں کی ہے کہتے ہیں:

"صحيح على شرط الشيخين" **کہ یہ حدیث بخاری ومسلم کی شرط پر صحیح ہے۔**

ذہبی نے کہا: مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔

دونوں نے اس حاکم کی اس حدیث کی تصحیح میں خطاء کی ہے، کیونکہ زنجی نہ تو بخاری کا راوی ہے اور نہ ہی مسلم کا ہے، وہ حافظے کی خرابی کے باعث وہ ضعیف ہے حافظ ابن حجر تقریب میں کہتے ہیں: فقیہ ہے سچا ہے کثرت سے وہم کرتا ہے۔ (جزء۷ /صفحہ ۱۶۴۵)

اسی طرح کا قول ذہبی نے ''المغنی'' میں کہا ہے: سچا ہے، ابن معین وغیرہ نے اس کی توثیق کی ہے، نسائی نے اور محدثین کی جماعت نے اس کی تضعیف کی ہے، بخاری اور ابوزرعہ کہتے ہیں: منکر الحدیث ہے۔

اور ابن جوزی نے غلو کرتے ہوئے اس حدیث کو "العلل المتناهية" (۲ / ۲۱۲ - ۲۱۳) میں اسی طرح معلول کیا ہے علاء بن عبدالرحمن سے، کہا: یحییٰ کہتے ہیں: اس کی حدیث حجت نہیں ہے، مضطرب

الحدیث ہے، لوگ اس کی حدیث سے بچتے تھے۔ ابن جوزی کا یہ کلام غلو ہے، یہ راوی ثقہ ہے مسلم نے اس سے حجت پکڑی ہے اس پر معمولی کلام کیا گیا ہے جو اس کی ثقاہت کے لئے مضر نہیں ہے، ذہبی ''المغنی'' میں کہتے ہیں: سچا ہے مشہور ہے، ابن عدی کہتے ہیں: میں نہیں سمجھتا کہ اس کی حدیث کے ساتھ کوئی برائی ہو، ابوحاتم کہتے ہیں: حدیث بیان کرنے میں صالح ہے، اس کی کچھ احادیث میں نکارت ہے۔

زنجی نے اس کی متابعت کی ہے، ابویعلی اپنی ''مسند'' (۱۱ / ۳۴۸ / ۶۴۶۱) میں کہتے ہیں: حدثنا مصعب بن عبد الله قال: حدثني ابن أبي حازم عن العلاء ایسے ہی روایت کیا۔

میں (الالبانی) کہتا ہوں: یہ سند جید ہے، مصعب بن عبداللہ۔ زبیری - سچا ہے۔ اس سے اوپر کے تمام رجال ثقات ہیں اور صحیح کے رجال ہیں، اسی لئے ہیثمی نے ''المجمع'' (۵ / ۲۴۴) میں کہا ہے: اس حدیث کو ابویعلی نے روایت کیا ہے، اس کے رجال صحیح کے رجال ہیں، مصعب بن عبداللہ بن الزبیر کے علاوہ اور وہ ثقہ ہے۔

اس حدیث کو ابن الجوزی نے عجیب طریقے سے معلول کیا، مسند ابویعلی کے راوی کے بارے میں کہتے ہیں أبي عمرو محمد بن أحمد الحیر ي شیعہ تھا۔

جوزی کی اس بات کا جواب کئی طریقوں پر دیا جا سکتا ہے:

جواب ۱: میں نے تو کتب تراجم کے مصادر میں کہیں یہ بات نہیں پائی کہ کسی نے اس راوی کو شیعیت سے مجروح کیا ہو۔

جواب ۲: فرض کریں اس میں کچھ شیعیت موجود تھی، تو یہ جرح ایسے راوی کے لئے نقصان کا باعث نہیں جب وہ ثقہ ہو، اور یہ راوی تو ثقہ ہے، سمعانی نے "الأنساب" میں اس کے بارے میں کہا: یہ راوی ثقہ اور ثبت رواۃ میں سے ہے۔

اور ابن العماد نے "الشذرات" (۳/ ۸۷) میں ذکر کیا ہے: یہ قاری عربی زبان کا جاننے والا حدیث میں بصیرت رکھتا تھا، عبادت گزار تھا۔

جواب ۳: اس حدیث کو حافظ ابن حجر نے "المطالب العالية" المسندة (۲/ ۱۸۸/ ۲) میں ابو یعلیٰ کی جانب منسوب کیا ہے، اور مقدمہ میں ذکر کیا ہے کہ اس نے مسند ابو یعلی الموصلی کو بواسطہ أبي بکر المقرئ عن ابي يعلى کے طریقے سے روایت کیا ہے۔ اور ابن المقرئ: ثقہ حافظ مامون ہے، اور یہ تو ابو عمرو الحیری کی قوی متابعت ہے، چنانچہ اس بحث کے نتیجے میں ابن جوزی کا اس حدیث کو معلول کرنا ساقط ہے۔

② اور ثوبان رضی اللہ عنہ کی حدیث کو یزید بن ربیعہ نے روایت کیا ہے: ثنا الاشعث عن ثوبان اسی کے مانند۔ اس حدیث کو طبرانی نے "المعجم الکبیر" (۲/ ۹۲/ ۱۴۲۵) میں نکالا ہے، اور یزید بن ربیعہ متروک راوی ہے۔

③ اور سعید بن مسیب کی روایت اس کو روایت کیا ہے الشاذکونی نے: الشاذكوني عن يحيى بن سعيد عن سفيان عن علي بن زيد عنه... مرسلاً اسی کی مانند۔ اس حدیث کی تخریج خطیب نے "التاریخ" (۹/ ۴۴) میں کی ہے، اور شاذکونی کذاب ہے۔ اس نے حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پر جان بوجھ کو جھوٹ بولا۔ واللہ اعلم۔

حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ کی تحقیق

امام ابو یعلیٰ الموصلی رحمہ اللہ نے فرمایا:

حدیث:

حَدَّثَنَا مُصْعَبُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ : حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي حَازِمٍ ، عَنِ الْعَلَاءِ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى فِي الْمَنَامِ كَأَنَّ بَنِي الْحَكَمِ يَنْزُونَ عَلَى مِنْبَرِهِ وَيَنْزِلُونَ ، فَأَصْبَحَ كَالْمُتَغَيِّظِ وَقَالَ : مَا لِي رَأَيْتُ بَنِي الْحَكَمِ يَنْزُونَ عَلَى مِنْبَرِي نَزْوَ الْقِرَدَةِ ؟

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواب میں دیکھا، گویا آپ کے منبر پر بنوحکم چڑھ رہے ہیں اور اتر رہے ہیں۔ جب صبح ہوئی تو گویا آپ غصے میں تھے اور آپ نے فرمایا: کیا ہے کہ میں نے بنوحکم کو دیکھا: وہ میرے منبر پر بندروں کی طرح اچھل کود رہے تھے؟

(مسند ابی یعلیٰ ج ۱۱/۳٤۸ حدیث ٦٤٦١)

اس روایت کی سند حسن لذاتہ ہے اور راویوں کا مختصر تعارف درج ذیل ہے:

① مصعب بن عبداللہ بن مصعب بن ثابت بن عبداللہ الزبیر الزبیری القرشی الاسدی رحمہ اللہ (م ۲۳۵ھ)، ان سے ابوداؤد فی غیر السنن، عبداللہ بن احمد بن حنبل، مسلم بن الحجاج خارج الصحیح لیعقوب بن سفیان الفارسی، ابوزرعہ الرازی اور ابوحاتم الرازی نے روایت بیان کی ہے اور یہ سب اپنے نزدیک (عام طور) پر ثقہ ہی سے روایت کرتے تھے۔ امام احمد بن حنبل نے فرمایا: ''مستثبت'' (سوالات ابی داؤد)

۱۔ امام یحییٰ بن معین نے فرمایا: ''ثقۃ'' (تاریخ بغداد ۱۱۴/ ۱۳ ت ۷۰۹۶ وسندہ حسن)

۲۔ امام دارقطنی نے فرمایا: ''ثقۃ'' (تاریخ بغداد ۱۱۴/ ۱۳، وسندہ صحیح)

۳۔ حافظ ابن حبان نے انہیں کتاب الثقات میں ذکر کیا ہے۔ (۹/ ۱۷۵)

۴۔ حافظ ذہبی نے فرمایا: ''العلامۃ الصدوق الامام'' (سیر اعلام النبلاء ۱۱/ ۳۰)

۵۔ اور فرمایا: ''ثقۃ غمز للوقف'' ثقہ ہیں، ان پر (قرآن کے مخلوق یا غیر مخلوق ہونے کے بارے میں) توقف کی وجہ سے کلام کیا گیا ہے۔ (الکاشف ۳/ ۱۵۰ ت ۵۴۶۲)

٦۔ حاکم اور ذہبی دونوں نے مصعب بن عبداللہ کی بیان کردہ ایک حدیث کو صحیح کہا۔ (المستدرک ۴/ ۲۲ ح ٦۷۷۲ وتلخیصہ)

۷۔ ضیاء المقدسی نے المختارہ میں ان سے حدیث بیان کی۔ (۵/ ۲۵۳ ح ۱۸۸۱)

۸۔ حافظ ابن حجر نے فرمایا: ''صدوق عالم بالنسب'' (تقریب التہذیب ٦٦۹۳)

② عبدالعزیز بن ابی حازم سلمہ بن دینار رحمہ اللہ، صحیحین اور سنن اربعہ کے راوی ہیں۔

۱۔ حافظ ابن حجر نے فرمایا: ''صدوق فقیہ'' (تقریب التہذیب: ۴۰۸۸)

۲۔ حافظ ذہبی نے ایک شاذ جرح کا جواب دیتے ہوئے فرمایا: "بل هو حجة في أبيه وغيره" (سیر اعلام النبلاء ۸/۳۵۴)

۳ علاء بن عبدالرحمن بن یعقوب صحیح مسلم کے راوی اور جمہور کے نزدیک ثقہ وصدوق ہیں اور ان پر جرح مردود ہے۔

۴ عبدالرحمن بن یعقوب صحیح مسلم کے راوی اور ثقہ ہیں۔ (تقریب التہذیب:۴۰۴۶)

ثابت ہوا کہ یہ سند حسن لذاتہ ہے۔ حاکم نے اس مفہوم کی حدیث مسلم بن خالد الزنجي (ضعیف ضعفہ الجمہور) عن العلاء عن ابيه عن ابي هريرة کی سند سے بیان کی۔ (المستدرک ۴/۴۸۰ ح ۸۴۸۱)

زنجی کی اس روایت کو حاکم نے صحیحین کی شرط پر اور ذہبی نے مسلم کی شرط پر صحیح کہا۔

زنجی کی متابعت تامہ عبدالعزیز بن ابی حازم نے کر رکھی ہے۔

شیخ البانی نے مصعب بن عبداللہ الزبیری کی بیان کردہ حدیث کو "وهذا إسناد جيد" کہا ہے۔ (سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ ۱۶۴۶/ ۷ ح ۳۹۴۰)

أخبرنا أبو عبد الله الفراوي أنا أبو بكر البيهقي أنا أبو علي بن شاذان البغدادي بها أنا عبد الله بن جعفر نا يعقوب عن سفيان نا أحمد بن محمد الزرقي نا الزنجي عن العلاء بن عبد الرحمن عن أبيه عن أبي هريرة أنا النبي (صلى الله عليه وسلم) قال رأيت في النوم بني الحكم أو بني أبي العاص ينزون على منبري كما تنزو القردة قال فما رئي النبي (صلى الله عليه وسلم) مستجمعا ضاحكا حتى توفي أخبرنا أبو عبد الله الفراوي وأبو المظفر بن القشيري قالا أنا أبو سعد محمد بن عبد الرحمن أنا أبو عمرو بن حمدان وأخبرنا أبو عبد الله الخلال أنا إبراهيم بن منصور نا أبو بكر بن المقرئ قالا أنا أبو يعلى ح وأخبرنا أبو القاسم زاهر بن طاهر أنا أبو عثمان البحيري أنا أحمد بن أحمد أنا أبو يعلى نا مصعب زاد ابن حمدان بن عبد الله حدثنا وقال ابن حمدان حدثني ابن أبي حازم عن العلاء زاد ابن المقرئ بن عبد الرحمن عن أبيه عن أبي هريرة أن رسول الله (صلى الله عليه وسلم) رأى في المنام كأن وقال ابن المقرئ أن بني الحكم يرقون على منبره وينزلون فأصبح كالمتغيظ وقال

زاهر كالتغيظ أو كالمغيظ وقال ما لي رأيت بني الحكم ينزون على منبري نزو القردة انتهى حديث زاهر قال فما رئي رسول الله (صلى الله عليه وسلم) مستجمعا ضاحكا بعد ذلك حتى مات أخبرنا أبو عبد الله الخلال أنا إبراهيم بن منصور أنا أبو بكر بن المقرئ أنا أبو يعلى نا حاتم نا يحيى بن أيوب نا إسماعيل بن جعفر أخبرني العلاء عن أبيه عن أبي هريرة أن رسول الله (صلى الله عليه وسلم) فذكره إلا أنه لم يقل مستجمعا ولم يقل بعد ذلك وفي نسخة أخرى ليست نسخة السماع بدل حدث يحيى نا مصعب نا عبد العزيز بن أبي حازم نا إسماعيل وهو الصواب

(تاريخ ابن عساكر دمشقى : (٥٧ / ٢٦٥-٢٦٦)، رواه البيهقي في دلائل النبوة ٥١١/٦)